عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

شمارہ: ۴ جلد: ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۳۹ جنوری 2018 مسلسل اشاعت کے ۵۵ سال

حضرت امام حسنؓ کے حالات

تحقیقی جائزہ: کیا صحابہ کرامؓ کا اجماع وفاتِ عیسیٰ پر تھا؟

حضرۃ عمر بن عبد العزیزؒ اور خوفِ آخرت

ڈاکٹر ایس محمود عباسی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب

ختمِ نبوت کے حلف نامہ کی بحالی کی سرگزشت

پنجاب میں بھی ختمِ نبوت مضمون نصاب کا حصہ ہوگیا

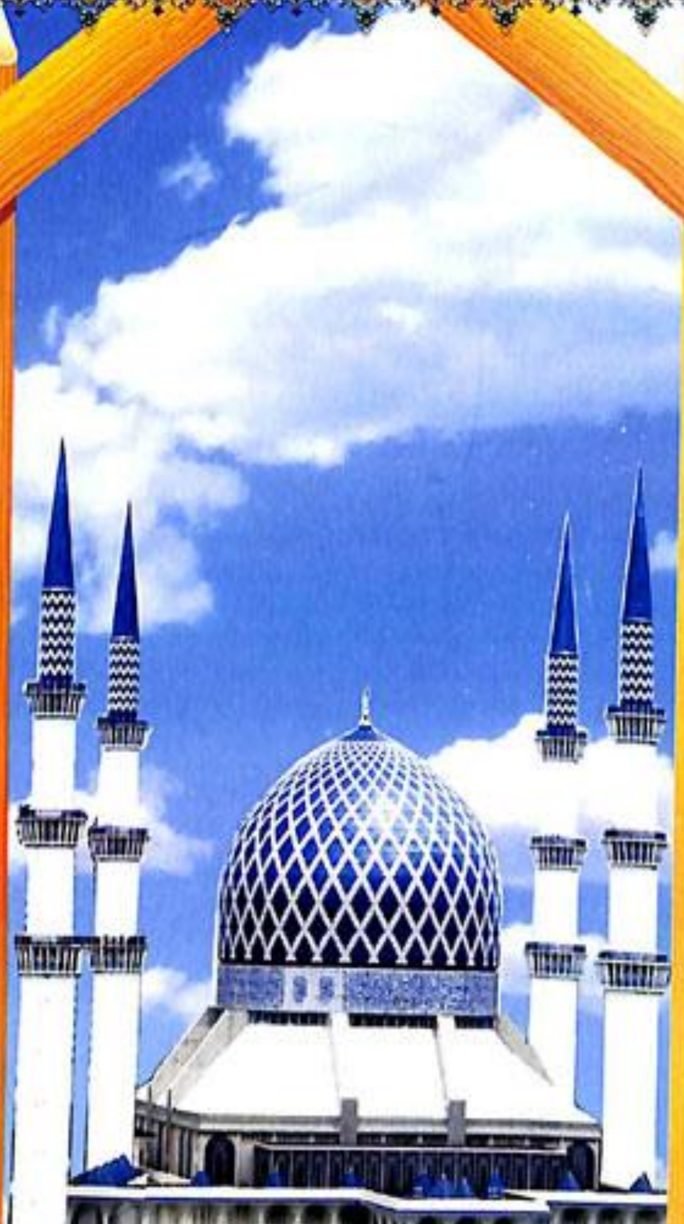

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۴ | جلد: ۲۲

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصرالدین خاکوانی صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا غلام حسین	مولانا غلام رسول دینپوری
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد حسین ناصر
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا مفتی محمد راشد مدنی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالرزاق	

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486, 0300-4304277

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

ختم نبوت کے حلف نامہ کی بحالی کی سرگزشت	مولانا اللہ وسایا	03
پنجاب میں بھی ختم نبوت مضمون نصاب کا حصہ ہوگا	// //	08
ختم نبوت کے حلف نامہ کی بحالی کے لئے ہنگامی پروگرام	// //	09
الحاج حفیظ اللہ کمالیہ کا وصال	// //	10
مولانا بشیر احمد خاکی کی اہلیہ کا وصال	// //	10

مقالات ومضامین

حضرت امام حسنؓ کے حالات	تحقیق: مولانا محمد ریاض انور گجراتی	11
اصحاب بدر کا اجمالی تعارف (آخری قسط)	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	16
سنت کے اہتمام کے تین دلچسپ واقعات	مولانا مفتی شکیل احمد نقشبندی	20
آپ بیتی......سکھ مذہب سے دین اسلام تک (آخری قسط)	ڈاکٹر مفتی عبدالواحد (امریکہ)	21
تاریخ خلیفہ ابن خیاط ؒ (آخری قسط)	ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری	28

شخصیات

حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ اور خوف آخرت	حافظ خلیل الرحمٰن راشدی	33

ردقادیانیت

تحقیقی جائزہ......کیا صحابہ کرامؓ کا اجماع وفات عیسیٰ پر تھا؟	مولانا عبدالحکیم نعمانی	37
مرزا غلام احمد قادیانی کے کارنامے	نور محمد قریشی ایڈووکیٹ	41
ڈاکٹر ایس محمود عباسی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	ادارہ	46

متفرقات

تبصرۂ کتب	مولانا محمد وسیم اسلم	51
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	53

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الیوم

ختم نبوت کے حلف نامہ کی بحالی کی سرگزشت!

۲؍اکتوبر ۲۰۱۷ء کو قومی اسمبلی میں انتخابی اصلاحات ۲۰۱۷ء کا بل پاس ہوا۔ اس میں ’’حلف‘‘ کے لفظ کو ’’اقرار‘‘ کے لفظ سے بدل دیا گیا۔ قومی اسمبلی میں جناب طارق اللہ صاحب ایم.این.اے کی نشاندہی پر جناب شیخ رشید احمد صاحب نے صدا بلند کی۔ اس خبر نے جنگل کی آگ کی طرح رات ہی رات پورے ملک میں اضطراب و ہیجان کی کیفیت پیدا کردی۔ ۳؍اکتوبر کی صبح کراچی سے خیبر تک اسلامیان وطن عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے یک آواز ہوگئے۔ جو شخص جہاں تھا اس غلطی کی تلافی کے لئے متحرک ہوگیا۔ پورے ملک میں رحمت عالم ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کے مقدس مشن کی فضا قائم ہوگئی۔

قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب ان دنوں عمرہ کے سفر پر تھے۔ انہوں نے فون کرکے میاں نواز شریف صاحب کو واضح اور دوٹوک پیغام دیا۔ حکومتی وزراء جو جھوٹ کو پروان چڑھانے اور کچھ نہ ہونے کے ترانے گا رہے تھے، اب ان کے لب ولہجہ پر لرزہ طاری ہوا۔ ان کی گردنوں کے سریے ٹیڑھے ہونے شروع ہوئے۔ انہوں نے دبی دبی آواز میں اپنی غلطی کے اعتراف کے ساتھ ساتھ تلافی کے لولی پاپ دینے شروع کئے۔ ۳؍اکتوبر کو ہی سپیکر صاحب نے تمام پارلیمانی پارٹیوں کا اجلاس طلب کیا اور اس ترمیم کو واپس لینے کے لئے قومی اسمبلی میں ترمیمی بل لانے کا اعلان کیا۔ اگلے روز غالباً ۴؍اکتوبر کو ترمیمی بل میں ترمیم کرنے کا بل لایا گیا۔

غرض پارلیمانی تاریخ میں یہ تاریخ ساز واقعہ بھی ریکارڈ پر آیا کہ ایک دن حکومت نے ایک ترمیمی بل منظور کیا۔ ایک دن چھوڑ کر اگلے روز اس ترمیمی بل میں ترمیم وتنسیخ کا بل پیش ہوکر منظور ہوا۔ لیکن اس پر بھی اسلامیان وطن کے خدشات ختم نہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ الیکشن اصلاحات کی دفعہ کی شق ’’بی‘‘ اور ’’سی‘‘ پہلے سے حذف کردی گئی تھیں۔ اب دوسری ترمیم سے بھی وہ بحال نہیں ہوئیں۔ ان کی بحالی کے لئے جدوجہد شروع ہوئی۔ جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب ۲۱؍اکتوبر کو چناب نگر ختم نبوت کانفرنس پر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ ملک بھر کی تمام سیاسی جماعتوں کی پارلیمانی قیادت نے وعدہ کیا کہ دفعہ کی شق ’’بی، سی‘‘ متفقہ طور پر بحال ہوگئی۔ قومی اسمبلی وسینٹ کے اجلاسوں میں امید ہے کہ یہ دفعہ بھی بحال ہوجائے گی۔ اس کے لئے جمعیۃ علماء اسلام نے سینٹ میں بھی ترمیم جمع کرادی ہے۔

۲۲؍اکتوبر ۲۰۱۷ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ تمام رفقاء کرام، علماء کرام ومبلغین حضرات کا چناب نگر میں مرکزی ناظم اعلیٰ کی زیر صدارت اجلاس ہوا۔ جس میں ملک بھر میں ختم نبوت کانفرنسوں کے فوری انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ ملک بھر میں صبح وشام، دن رات کر کے ایک مربوط نظم کے تحت یوں صدائے ختم نبوت بلند کی گئی۔

۱۱؍نومبر کو مرکزی دفتر ملتان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا۔ جس میں جامعۃ الرشید کراچی کے سربراہ حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب کی تجویز زیر بحث آئی کہ ہمیں کورٹ میں چلے جانا چاہئے۔ تاکہ جب تک دفعے بحال نہیں ہوتی، سٹے (STAY) لے لیں تاکہ قادیانیوں کا کوئی ووٹ مسلمانوں میں نہ بن سکے۔ مجلس شوریٰ نے اس تجویز کی افادیت پر غور وفکر کرنے کے بعد فیصلہ دیا کہ کورٹ میں اس کیس کو لے جایا جائے۔ چنانچہ اسلام آباد ہائیکورٹ میں درخواست دائر کردی گئی۔ ایک دن درخواست جمع ہوئی، اگلے روز اس کی ابتدائی سماعت ہوئی۔ اس پر چار صفحات کا عبوری فیصلہ صادر ہوا۔ ۱۴؍نومبر کو فیصلہ ہوا۔ اگلے روز ۱۵؍نومبر کو ملک بھر کے اخبارات میں خبریں شائع ہوئیں۔ روزنامہ اوصاف کی خبر سرخیوں سمیت آپ بھی ملاحظہ کریں۔ جو یہ ہے:

اسلام آباد ہائیکورٹ الیکشن ایکٹ میں ختم نبوت سے متعلق ترمیم معطل

الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء میں ختم نبوت سے متعلق ختم ۸ قوانین بحال، وفاق کو نوٹس جاری، کمیٹی کی سربمہر رپورٹ طلب، چاہے آسمان گر جائے کوئی پروا نہیں، جسٹس شوکت صدیقی

نئے ایکٹ کے سیکشن ۲۴۱ کے تحت پورے قوانین ختم کرنا آئین سے متصادم ہوگا، باقی شقوں پر حکم نامے کا اطلاق نہیں ہوگا، مولانا اللہ وسایا کی درخواست کی سماعت کے دوران ریمارکس

اقدام کالعدم قرار دیا جائے، درخواست گزار کے وکیل کے دلائل، عدالت حکومت کو نئے بغیر بل کو معطل نہ کرے، ملک میں افراتفری مچ جائے گی، ڈپٹی اٹارنی جنرل کی استدعا

اسلام آباد (خصوصی نیوز رپورٹر) اسلام آباد ہائیکورٹ نے الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء میں ختم نبوت سے متعلق ختم کئے گئے ۸ قوانین بحال کر دیئے۔ نئے ایکٹ کی شق ۲۴۱ کو معطل کر کے وفاق کو نوٹس جاری کر دیا۔ راجہ ظفرالحق کمیٹی کی سربمہر رپورٹ بھی طلب کر لی۔ تفصیلات کے مطابق اسلام آباد ہائیکورٹ کے جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے تحریک ختم نبوت کے رہنماء مولانا اللہ وسایا کی درخواست کی سماعت کی۔ درخواست گزار کے وکیل حافظ عرفات ایڈووکیٹ نے دلائل دیتے ہوئے بتایا کہ الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء کی شق ۲۴۱ کے تحت ملک میں رائج ۱۸ انتخابی قوانین منسوخ کئے گئے ہیں۔ اس طرح سابقہ قوانین میں سے ختم

نبوت سے متعلق شقیں بھی منسوخ ہوگئی ہیں۔ یہ اقدام آئین پاکستان سے متصادم ہے۔ کیونکہ آئین پاکستان بنیادی انسانی حقوق اور اسلامی تعلیمات کے خلاف کسی کو بھی قانون سازی کی اجازت نہیں دیتا۔ لہٰذا الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء کو کالعدم قرار دیا جائے۔ وفاق کی جانب سے ڈپٹی اٹارنی جنرل عدالت میں پیش ہوئے اور انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ حکومت انتخابی اصلاحات بل کے ذریعے آئندہ الیکشن کی طرف جا رہی ہے۔ اس لئے عدالت وفاقی حکومت کو سنے بغیر انتخابی اصلاحات بل کو معطل نہ کرے۔ کیونکہ اگر الیکشن ایکٹ کو معطل کیا گیا تو اس سے ملک میں افراتفری مچ جائے گی۔ جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے ریمارکس دیئے کہ چاہے آسمان بھی گر جائے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ فاضل عدالت نے الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء کے سیکشن ۲۴۱ کے تحت ختم کئے گئے ۸ سابقہ انتخابی قوانین کو بحال کر دیا۔ عدالت نے اپنے تحریری فیصلے میں واضح کیا کہ نئے ایکٹ کے سیکشن ۲۴۱ کے تحت پورے کے پورے قوانین ختم کرنا آئین سے متصادم ہوگا۔ اس لئے الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء میں ختم نبوت سے متعلق پرانی شقیں بحال کی جارہی ہیں۔ الیکشن ایکٹ کی باقی شقوں پر اس حکم نامے کا اطلاق نہیں ہوگا۔ اسلام آباد ہائیکورٹ نے ختم نبوت کے جن ۸ قوانین کو بحال کیا ہے ان میں الیکٹورل رولز ایکٹ ۱۹۷۴، حلقہ بندی ایکٹ ۱۹۷۴، سینٹ الیکشن ایکٹ ۱۹۷۵، عوامی نمائندگی ایکٹ ۱۹۷۶، الیکشن کمیشن آرڈر ۲۰۰۲، پولیٹیکل پارٹیز آرڈر ۲۰۰۲، کنڈکٹ آف جنرل الیکشن آرڈر ۲۰۰۲، پولیٹیکل پارٹیز آرڈر ۲۰۰۲ اور انتخابی نشانات الاٹ کرنے کا آرڈر ۲۰۰۲ شامل ہیں۔ الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ کی باقی شقوں پر حکمنامے کا اطلاق نہیں ہوگا۔ (روزنامہ اوصاف لاہور، مورخہ ۱۵؍نومبر ۲۰۱۷ء)

اسی دوران معلوم ہوا کہ ۱۵؍نومبر کو سپیکر قومی اسمبلی نے پارلیمانی لیڈران کا اجلاس طلب کیا۔ قومی اسمبلی کے اجلاس جو ۱۶؍نومبر سے شروع ہو رہا تھا اس میں زیر بحث لانے والے معاملات پر غور وفکر کرنا تھا۔ یاد رہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد اور فقیر راقم پر ایک دو رکنی کمیٹی قائم کی تھی جس نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب سے مل کر دفعہ نمبرے کی شقوں کی بحالی کو فوری یقینی بنانے کی درخواست کرنا تھی۔ ۱۵؍نومبر کے پارلیمانی پارٹیوں کے اجلاس کی خبر پڑھتے ہی مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن سے رابطہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جمعیۃ کی طرف سے پارلیمانی پارٹیوں کے اجلاسوں میں ہماری نمائندگی جناب خان محمد اکرم خان درانی کریں گے۔ آپ ان سے بات کریں وہ ساتھ بیٹھے ہیں۔ یہ لیں بات کریں۔ محترم درانی صاحب نے صاحبزادہ صاحب سے فرمایا کہ ۱۵؍نومبر کے اجلاس کے ایجنڈے پر یہ مسئلہ موجود ہے۔ بل حکومت نے اور جمعیۃ نے بھی اپنے اپنے تیار کئے ہیں۔ ہم اپنے بل سے حکومتی بل کا موازنہ کریں گے اور پھر اطمینان کے بعد حکومتی سرکاری بل پاس ہوگا۔ پارلیمانی لیڈروں کا اجلاس ہوا۔ اگلے روز ۱۶؍نومبر ۲۰۱۷ء کو قومی اسمبلی میں فیصلہ کے مطابق انتخابی

ترمیمی بل پیش ہوا جو متفقہ طور پر منظور ہوا۔ اگلے روز تمام قومی اخبارات میں یہ خبریں شائع ہوئیں۔ آپ بھی ایک خبر ملاحظہ فرمائیں:

قومی اسمبلی حلقہ بندیوں، ختم نبوت حلف نامہ کی بحالی کا بل منظور

ظفرالحق کمیٹی کی سفارشات ایوان میں پیش کی جائیں۔ شیخ رشید، ختم نبوت کے حوالے سے انگریزی اور اردو حلف نامے بل میں شامل، مردم شماری پر ہمارے تحفظات برقرار ہیں: فاروق ستار، مشترکہ مفادات کونسل اجلاس دوبارہ بلانے پر اتفاق۔

۷بی اور ۷سی کو مؤثر بنانے کے نکات بل میں شامل، عقیدہ بندے اور اللہ کا معاملہ ہے: احسن اقبال، وزیراعظم اور شاہد بھی اجلاس میں موجود رہے۔ سینٹ اجلاس آج طلب، بل کی منظوری لی جائے گی۔

اسلام آباد (وقائع نگار خصوصی، سٹاف رپورٹر، نوائے وقت رپورٹ) قومی اسمبلی نے الیکشن ایکٹ ترمیمی بل ۲۰۱۷ء کی منظوری دے دی۔ وفاقی وزیر قانون زاہد حامد نے قومی اسمبلی میں ترمیمی بل ۲۰۱۷ء پیش کیا۔ ترمیم تجویز کی گئی کہ بل کے تحت ختم نبوت کے حوالے سے ۷بی اور ۷سی کی شقیں شامل کی جائیں۔ اب ۷بی اور ۷سی الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء حصہ بن گئی ہیں۔ یہ بل آج سینٹ میں منظوری کے لئے پیش کیا جائے گا۔ صدر نے اجلاس طلب کرلیا۔ ترمیمی بل ۲۰۱۷ء کے اہم نکات کے تحت قادیانی، احمدی یا لاہوری گروپ کا آئین میں درج پہلے والا سٹیٹس برقرار رہے گا جب کہ ختم نبوت کے حوالے سے حلف نامہ اصل شکل میں بحال کردیا گیا۔ بل میں ختم نبوت کے حوالے سے انگریزی اور اردو میں حلف نامے شامل کر دیئے گئے۔ وفاقی وزیر قانون کی ذاتی وضاحت پر ترمیمی بل کی منظوری کے دوران عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید نے شور شروع کردیا۔ ہم نے وزیر قانون زاہد حامد سے کوئی وضاحت نہیں مانگی تو وہ کیوں دے رہے ہیں۔ جس پر سپیکر نے ان کا مائیک بند کردیا۔ وفاقی وزیر قانون زاہد حامد نے کہا ہے کہ ۲۰۰۲ء کے عام انتخابات سے قبل نہ صرف نشستوں میں اضافہ کیا گیا بلکہ مشترکہ انتخاب کی بھی منظوری دی گئی۔ انہوں نے بتایا کہ ختم نبوت کے حلف کے تحت ۱۰روز میں حلف نامہ جمع کرانا لازمی تھا۔ تاہم میری تجویز تھی کہ ۱۰دن کی شق کو ختم کردیا جائے۔ اس شق کو اصل صورت میں بحال کرنے کی بات کی تھی۔ تمام جماعتیں اب اس بات پر متفق ہیں کہ اس شق کو اصل صورت میں بحال کردیا جائے۔ جب کہ ۷بی اور ۷سی کے الفاظ وہی ہیں جو پہلے تھے۔ وفاقی وزیر قانون نے کہا کہ اب دونوں حلف نامے انتخابی ایکٹ میں شامل کردیئے گئے ہیں۔ ۷بی اور ۷سی کا اصل مسودہ اب بھی قائم ہے۔ وفاقی وزیر قانون وانصاف نے کہا کہ میں عاشق رسول ہوں اور دو حج اور کئی عمرے کرچکا ہوں۔ ختم نبوت کے حوالے سے شقوں میں تبدیلی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ ختم نبوت پر یقین

رکھتا ہوں۔ میرے بارے میں غلط بیان سے کام لیا گیا اور الزامات لگائے گئے۔ مجھے اپنے حلقے کے لئے ایک ویڈیو بھی جاری کرنا پڑی۔ میں اور میری فیملی نبی پاک ﷺ کی حرمت کے لئے جانیں بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ زاہد حامد کے بیان پر احسن اقبال نے کہا کہ کسی بھی شخص کا ایمان اللہ اور اس کے بندے کا معاملہ ہوتا ہے کیا ہم گلی گلی جا کر بتائیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ وزیر داخلہ نے کہا کہ ریاست کے اندر کسی کا ایمان اور کسی کا اللہ کے رسول ﷺ سے تعلق اس کا اور اس کے خدا کا معاملہ ہے۔ ہم کسی کو صفائیاں دینے کے پابند نہیں۔ ہمارا ختم نبوت اور اللہ پر اتنا ہی ایمان ہے جتنا ۲۰ کروڑ عوام میں کسی اور کا ہے۔ شیخ رشید نے کہا کہ بتایا جائے غلطی کس سے ہوئی۔ ناموس رسالت پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ راجہ ظفر الحق کمیٹی کی سفارشات ایوان میں رکھی جائیں۔ اس سے قبل پارلیمانی جماعتوں کے ایک اجلاس میں بل پر اتفاق کیا گیا۔ تاہم ایم. کیو. ایم کی جانب سے تحفظات کا اظہار کیا گیا۔ ایم. کیو. ایم پاکستان کے سربراہ فاروق ستار نے کراچی کے دس بلاکس میں دوبارہ مردم شماری کا مطالبہ کیا۔ مسلم لیگ نواز کے رہنما اور وفاقی وزیر ریلوے سعد رفیق نے مشترکہ مفادات کونسل کا اجلاس دوبارہ بلانے کی تجویز دی۔ جس پر اتفاق کیا گیا۔ قبل ازیں پارلیمانی رہنماؤں نے جمعرات کو اسلام آباد میں اپنے اجلاس میں انتخابی ترمیمی ایکٹ میں ختم نبوت سے متعلق آئی. این فارم کی شق ۷ بی اور ۷ سی کو اپنی اصل شکل میں بحال کرنے پر اتفاق کیا۔ قومی اسمبلی کے سپیکر سردار ایاز صادق نے اجلاس کی صدارت کی۔ سپیکر نے کہا کہ ایم. کیو. ایم کے سوا پارلیمانی رہنماؤں نے حلقوں کی حد بندی سے متعلق آئینی ترمیم پر اتفاق کیا۔ وفاقی وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق نے کہا کہ تمام سیاسی جماعتیں اس بات پر متفق ہیں کہ جمہوری نظام کے تسلسل کے لئے انتخابات مقررہ وقت پر ہونے چاہئیں۔ وزیر قانون زاہد حامد نے کہا کہ حلقہ بندیوں سے متعلق ایم. کیو. ایم کے تحفظات دور کرنے کے لئے یہ معاملہ مشترکہ مفادات کونسل کو دوبارہ بھیجا جائے۔ خیال رہے کہ مردم شماری کے نتائج سامنے آنے کے بعد سندھ کی سیاسی جماعتوں کی جانب سے خدشات سامنے آئے تھے۔ نئی حلقہ بندیاں ان ہی نتائج کے حساب سے بنائی جائیں گی۔ ترمیمی بل ۲۰۱۷ء کے نکات کے مطابق احمدیوں کی حیثیت تبدیل نہیں ہوگی۔ انتخابات ایکٹ میں ۴۸ الف شامل کی گئی ہے۔ ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والے کی حیثیت آئین میں پہلے سے درج والی ہوگی۔ ووٹر لسٹ میں درج کسی پر سوال اٹھے تو اسے ۱۵ دن کے اندر طلب کیا جائے گا۔ متعلقہ فرد اقرار نامے پر دستخط سے انکار کرے تو غیر مسلم تصور ہوگا۔ ایسے فرد کا نام ووٹر لسٹ سے ہٹا کر ضمنی فہرست میں بطور غیر مسلم لکھا جائے گا۔ بل میں ''ختم نبوت'' سے متعلق قانون کے آرٹیکل ۷ بی اور ۷ سی کو مزید موثر بنانے کے نکات شامل کیے گئے ہیں۔ قادیانی مسلمانوں کے ساتھ ووٹر لسٹ میں شامل نہیں ہوں گے۔ زاہد حامد نے کہا مجھ پر غلط الزامات لگائے گئے۔ بل میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔ پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈر نوید قمر نے

کہا ہے اگر حکومت نے الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء میں نااہل شخص کو پارٹی کا عہدیدار بنانے کے خلاف سینٹ میں منظور کئے گئے بل کی قومی اسمبلی میں پیش کرنے کی اجازت نہ دی تو پیپلز پارٹی کے ارکان قومی اسمبلی سے استعفیٰ دے دیں گے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور، مورخہ ۱۷؍نومبر ۲۰۱۷ء)

کامیابی کی اس خبر کے پڑھنے کے بعد ایک بار پھر توجہ فرمائیں کہ:

۲۹؍اکتوبر کے روزنامہ جنگ کی خبر ہے کہ امریکی سینٹ کے چھ ارکان نے پاکستان کے وزیرخارجہ سے مطالبہ کیا کہ پاکستان سے تحفظ ناموس رسالت کا قانون ختم کریں۔

۱۵؍نومبر کے روزنامہ اسلام میں خبر ہے کہ جنیوا میں بین الاقوامی ادارے (یو.آر.پی) کے اجلاس میں پاکستان سے ختم نبوت کے قانون کو ختم کرنے کا کہا گیا۔

اللہ رب العزت کی قدرت کو دیکھیں کہ اگلے روز ۱۶؍نومبر کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں شریک ممبران قومی اسمبلی، اپوزیشن اور گورنمنٹ اور اس کے اتحادی تمام نے دوسری بار پھر قادیانیوں کے کفر کا متفقہ فیصلہ پر توثیقی وتائیدی مہر تصدیق ثبت کی جو حق تعالیٰ کی شان کبریائی کا مظہر ہے اور بس۔

قارئین آج ۲۵؍نومبر بعد از ظہر یہ سطور قلمبند ہورہی ہیں۔ اسلام آباد میں دھرنا کے خلاف ایکشن شروع ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر فرمائیں۔ اس پر اگلے شمارہ میں گزارشات پیش ہوں گی۔ اس وقت بھی ارادہ سے زیادہ اداریہ طویل ہوگیا ہے۔ اسی پر بس کرتا ہوں۔

پنجاب میں بھی ختم نبوت مضمون نصاب کا حصہ ہوگا

ذیل کی خبر ملاحظہ ہو:

پنجاب اسمبلی، عقیدۂ ختم نبوت کا مضمون نصاب میں شامل کرنے کی قرارداد منظور

لاہور (خصوصی نمائندہ، نیوز رپورٹر) پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں نئی نسل کو باخبر رکھنے کے لئے عقیدۂ ختم نبوت کے عنوان سے نصاب میں مضمون شامل کرنے کے مطالبہ کی قرارداد منظور کر لی گئی۔ لیگی ایم.پی.اے وحید گل نے قائد کی معطلی کی تحریک پیش کی اور عقیدۂ ختم نبوت کی قرارداد پیش کی۔ قرارداد حکومت اور اپوزیشن کی جانب سے متفقہ طور پر منظور کی گئی۔ قرارداد کے فوراً بعد پی.ٹی.آئی کی رکن نبیلہ حاکم علی نے کورم کی نشاندہی کردی۔ جس کے بعد سپیکر نے ۵ منٹ کا وقفہ کیا۔ لیکن ۵ منٹ بعد بھی حکومت کورم پورا کرنے میں ناکام رہی۔ کورم پورا نہ ہونے پر سپیکر نے اجلاس پیر دوپہر ۲ بجے تک ملتوی کردیا۔

(روزنامہ جنگ، مورخہ ۲۵؍نومبر ۲۰۱۷ء)

اس کی تفصیل اگلے شمارہ میں ان شاء اللہ العزیز!

ختم نبوت کے حلف نامہ کی بحالی کے لئے ہنگامی پروگرام

۲۲؍اکتوبر کو مسلم کالونی چناب نگر کے اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ ملک بھر میں ختم نبوت کی جدوجہد کو تیز کیا جائے اور ختم نبوت کانفرنسوں کا جال بچھا دیا جائے۔ تمام مبلغین حضرات کے اس سلسلہ میں ملک بھر میں اسفار شروع ہوئے۔

بلا مبالغہ بیسیوں کانفرنسوں کا قصبہ جات، تحصیلوں، ضلعوں، ڈویژنوں کے صدر مقامات پر کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ اس وقت باقی رفقاء کی سرگرمیوں کی تفصیل راقم کے پاس نہیں۔ البتہ فقیر اپنی حقیر کوششوں کو آپ کے سامنے رکھتا ہے۔

۲۶؍اکتوبر	ختم نبوت کانفرنس	دنیاپور	
۲۷؍اکتوبر	ختم نبوت کانفرنس	گیلے وال	
۶؍نومبر	ختم نبوت کانفرنس	قلعہ دیدار سنگھ	
۷؍نومبر	ختم نبوت کانفرنس	مدینہ مسجد گوجرانوالہ	دن میں
۷؍نومبر	ختم نبوت کانفرنس	جمن شاہ مسجد	رات میں
۸؍نومبر	دن کو گوجرانوالہ بار میں بیان		
۸؍نومبر	ختم نبوت کانفرنس	وزیرآباد	رات میں
۹؍نومبر	اجلاس چناب نگر		
۱۰؍نومبر	ختم نبوت کانفرنس	غلام محمد آباد فیصل آباد	
۱۰؍نومبر	رات کوروڈہ ضلع خوشاب	(فقیر کی عدم حاضری)	
۱۱؍نومبر	مرکزی اجلاس شوریٰ	ملتان	
۱۲؍نومبر	ختم نبوت کانفرنس	چیچہ وطنی	
۱۳،۱۴،۱۵؍نومبر	تنظیمی اسفار		
۱۶؍نومبر	ختم نبوت کانفرنس	گکھڑ کے مضافات میں	
۱۷؍نومبر	دن پیر محل، رات چک جولہ ٹوبہ ٹیک سنگھ		
۱۸؍نومبر	لاہور	دن رات مختلف کانفرنسیں	
۱۹؍نومبر	لاہور	// // //	
۲۰؍نومبر	لاہور	// // //	

۲۱ر نومبر	ختم نبوت کانفرنس	جلالپور پیروالہ
۲۲ر نومبر	ختم نبوت کانفرنس	کہروڑ لعل عیسن
۲۳ر نومبر	لاہور	دن آسٹریلیا مسجد، رات شیرانوالہ خدام الدین۔
۲۴ر نومبر	لاہور	دن شاہ پور صدر، رات جھاوریاں
۲۵ر نومبر	لاہور	آسٹریلیا مسجد پروگرام ہے اور دن کو یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ان بیس

دنوں میں باضابطہ چالیس پروگراموں میں حاضری ہوئی۔ دروس ونجی ملاقاتیں اس کے علاوہ ہیں۔ اس تفصیل کے بتانے سے قارئین پر یہ واضح کرنا ہے کہ دن رات دیوانگی سے کام کرنے کی حق تعالیٰ نے توفیق سے نوازا جس کے نتائج بھی آپ کے سامنے ہیں۔ فلحمد للہ!

الحاج حفیظ اللہ کمالیہ کا وصال

۱۶ر نومبر ۲۰۱۷ء کو الحاج حفیظ اللہ کمالیہ میں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرماگئے۔ آپ حضرت مولانا حافظ صدرالدین رائے کوٹی لدھیانہ کے صاحبزادے، مولانا محمد احمد لدھیانوی اور قاری حبیب اللہ صاحب امام مسجد فاروقیہ کمالیہ کے بڑے بھائی تھے۔ الحاج حفیظ اللہ صاحب نے کمالیہ میں پاور لومز لگائیں۔ پھر سعودی عرب میں کام کرتے رہے۔ غرض خوب کاروباری محنتی انسان تھے۔ اپنے والدین کی بھرپور خدمت کی۔ سماجی فلاح وبہبود کے کاموں میں ہمیشہ بھرپور حصہ لیا کرتے تھے۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے بیمار تھے۔ اس دوران دل کے اٹیک سے اللہ رب العزت کے حضور چل دیئے۔ اگلے دن بعد از ظہر شہید عیدگاہ میں جنازہ ہوا جو آپ کے چھوٹے بھائی قائد اہل سنت حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی نے پڑھایا۔ حق تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ پردہ غیب سے ان کی اولاد کی کفالت فرمائیں۔ آمین!

مولانا بشیر احمد خاکی کی اہلیہ کا وصال

جامعہ عثمانیہ شورکوٹ کے بانی حضرت مولانا بشیر احمد خاکی کی اہلیہ، جامعہ کے شیخ الحدیث مولانا محمد زاہد کی والدہ اور جامعہ خالد بن ولید وہاڑی کے بانی ومہتمم وشیخ الحدیث مولانا ظفر احمد قاسم کی ہمشیرہ محترمہ ۲۲ر نومبر کی شام کو جامعہ عثمانیہ شورکوٹ میں وصال فرماگئیں۔ اگلے روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری وہاں تعزیت کے لئے تشریف لے گئے۔ حق تعالیٰ مرحومہ کو جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ آمین!

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حالات

قسط نمبر:1 تحقیق: مولانا محمد ریاض انور گجراتی، تلخیص: حافظ عتیق الرحمن

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ذات اقدس پر جناب مولانا محمد ریاض انور گجراتی مدظلہ کی مایہ ناز کتاب ہے۔ جس میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے حالات پر ایک باب قائم ہے۔ جس کی تلخیص پیش خدمت ہے ...... ادارہ!!

حضرت حسن رضی اللہ عنہ، سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے بڑے شہزادے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ میں ان کی عظمت وفضیلت کے جابجا تذکرے موجود ہیں۔ آیئے! امت کے اس عظیم مصلح رہبر کی داستان حیات پڑھ کر اپنے نامۂ اعمال کے لئے حسنات کا ذخیرہ جمع کرلیں۔

آپ کا اسم گرامی: ''حسن''، کنیت: ''ابو محمد''، القاب: ''تقی، زکی، سید، مجتبیٰ، شبیہ الرسول ﷺ''

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت ہجرت کے تیسرے سال پندرہ رمضان المبارک کو مدینہ طیبہ میں ہوئی۔

آپ کا نام مبارک کس نے رکھا؟

رسول اللہ ﷺ نے اپنے نواسے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا نام مبارک خود ہی تجویز فرماکر اس جنتی نام کا انتخاب فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''جب حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی تو میں نے اس کا نام حرب رکھا۔ نبی پاک ﷺ کو جب اس بچے کی پیدائش کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا تو دکھاؤ۔ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: ''حرب''۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں اس کا نام ''حسن'' ہے۔ پھر جب حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام ''حرب'' رکھا۔ اس موقع پر بھی رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے پھر عرض کی: ''حرب''۔ فرمایا: نہیں اس کا نام ''حسین'' ہے۔ تیسرے بیٹے کی پیدائش پر بھی اسی طرح ہوا اور نبی پاک ﷺ نے ان کا نام بدل کر ''محسن'' رکھ دیا۔ پھر فرمایا: میں نے ان بچوں کے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بچوں کے نام پر رکھے ہیں۔ جن کے نام: شبر، شبیر، مبشر تھے۔'' (مسند احمد مترجم ج۱ ص۳۷۸)

اپنے بیٹوں کے نام

جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”میں نے اپنے دونوں بیٹوں کا نام ہارون (علیہ السلام) کے بیٹوں شبیر اور شبر کے ساتھ رکھا ہے۔“ (کنزالعمال ج۱۲ ص۵۴۳، مناقب علی والحسنین وامہما فاطمۃ الزہراء ؓ ص۲۱۷)

حضرت علی ؓ کی ایک اور روایت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ: ”جب حضرت حسن ؓ کی پیدائش ہوئی تو نام حمزہ رکھا گیا اور جب حسین ؓ کی پیدائش ہوئی تو ان کا نام ان کے چچا کے نام پر جعفر رکھا گیا۔ بعد میں نبی پاک ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ان دونوں کے نام بدل دوں۔ میں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ چنانچہ نبی پاک ﷺ نے ان کا نام علی الترتیب حسن ؓ اور حسین ؓ رکھ دیا۔“ (مسند احمد مترجم ج۱ ص۵۵۹، مناقب علی والحسنین وامہما فاطمۃ الزہراء ؓ ص۲۱۷)

حضرت ابن سعد ؒ حضرت عمران بن سلیمان ؒ کا فرمان نقل فرماتے ہیں کہ: ”حسن اور حسین اہل جنت کے ناموں میں سے دو نام ہیں۔“ (الصواعق المحرقۃ ص۱۹۲)

کانوں میں اذان خود کہی

حضرت حسن ؓ اور حضرت حسین ؓ یہ رسول اللہ ﷺ کے ایسے پیارے اور مقدس پھول تھے کہ رحمت کائنات ﷺ نے خود ان دونوں نواسوں کے مبارک کانوں میں اذان کہی۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عبیداللہ بن ابی رافع ؓ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ: ”جب حضرت حسن ؓ اور حضرت حسین ؓ پیدا ہوئے تو نبی پاک ﷺ نے ان کے کانوں میں اذان دی اور اس کا حکم بھی دیا۔“

(کنزالعمال ج۱۶ ص۲۵۲، طبرانی)

عقیقہ کرنے والی ہستی

جناب نبی کریم ﷺ نے اپنے نواسوں کا عقیقہ بھی خود کیا۔ چنانچہ اس سلسلے میں ہم چند روایات آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

”جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن ؓ اور حضرت حسین ؓ کی طرف سے عقیقہ کیا تھا۔“

(کنزالعمال ج۱۶ ص۲۵۲، مصنف ابن ابی شیبہ)

میں نے اپنے والد گرامی سے سنا

حضرت عبداللہ بن بریدہ ؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ: ”میں نے اپنے والد گرامی

سے سنا۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں کی طرف سے عقیقہ خود کیا تھا۔“ (مناقب علی والحسنین وامہما فاطمۃ الزہراء ص۲۱۸)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ: ”جناب نبی کریم ﷺ نے حسینؓ کی طرف سے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی اور فرمایا: اے فاطمہ! اس بچے کا سر مونڈو اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو۔ چنانچہ ہم نے حسینؓ کے بالوں کا وزن کیا جو کہ ایک درہم یا اس سے کچھ کم وزن کا تھا۔“

(کنزالعمال ج۱۶ص۲۵۲، ترمذی شریف، مستدرک حاکم بیہقی شریف)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند حضرت محمد بن علی اپنے والد گرامی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ:

”جناب نبی کریم ﷺ نے ساتویں دن حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے سر کے بال مونڈھے۔“

(کنزالعمال ج۱۶ص۲۵۲)

جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں نواسوں کا عقیقہ خود فرمایا تھا اور یہ عقیقہ ان دونوں سعادت مند بھائیوں کے ولادت کے ساتویں روز فرمایا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت سیدنا امام حسینؓ کے بارے میں ایک ایمان افروز روایت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ: ”بے شک جناب نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہؓ کو حکم ارشاد فرمایا کہ حسین کے بالوں کا وزن کرو اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو۔ نیز آیا (دایہ) کو عقیقہ کی بکری کی دستی دے دو۔“ (کنزالعمال ج۱۶ص۲۵۲، ابن عساکر، بیہقی)

میرے فرزند کو لاؤ

جب سیدہ خاتون جنتؓ کو قدرت نے صابر وشاکر اور حلیم الطبع بیٹا عطاء فرمایا تو جناب نبی کریم ﷺ اپنی لخت جگر اور پیاری شہزادی سیدہ خاتون جنتؓ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے اسماء بنت عمیسؓ میرے فرزند کو لاؤ تو حضرت اسماءؓ نے ایک زرد رنگ کے کپڑے میں ملبوس کئے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس بڑے نواسے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر فرمائی۔ جب اس نومولود، سعید الفطرت جنتی بچے کی ولادت کو سات روز گزر گئے تو رسول اقدس ﷺ نے عقیقہ فرمایا اور آپ کے سر مبارک کے بال منڈوائے اور حکم دیا کہ ان بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کی جائے۔ نیز اس موقع پر صاحب صادق ومصدوق ﷺ نے دعا فرمائی۔ جس کے الفاظ مبارک مندرجہ ذیل ہیں: ”اے میرے اللہ! اس کی ہڈی بعوض مولود کی ہڈی کے ہے اور اس کا گوشت بعوض اس کے گوشت کے ہے اور خون اس کا بعوض خون اس کے ہے اور بال اس کے بعوض مولود کے بال کے ہیں۔ اے اللہ! اس قربانی عقیقہ کو محمد اور اس کی آل کے

لئے بچانے والا بنا۔‘‘ (شہادت نواسہ سید الابرار ﷺ ص۳۲۰،۳۲۱)

جس طرح سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ ساتویں روز کیا گیا اسی طرح آپ کا ختنہ بھی ساتویں روز کو ہی کیا گیا اور یہ تمام کام رسول اللہ ﷺ نے اپنی نگرانی مبارک میں خود بنفس نفیس فرمائے۔ (حوالہ مذکور بالا)

تحنیک یعنی گھٹی

سیدنا امام حسن کی ولادت سے پہلے ہی صاحب الہجرت ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا دونوں کو حکم فرمایا تھا کہ تم نے میری بیٹی فاطمہ کے پاس رہنا ہے اور جب ان کے بچے کی پیدائش ہو جائے تو مجھے مطلع کر دینا۔ میرے آنے تک کوئی کام نہیں کرنا۔ میں خود ہی سارے کام کروں گا۔ چنانچہ جب آپ ﷺ کو اس قیمتوں والے بچے کی پیدائش کی خبر دی گئی تو صاحب صادق الامین ﷺ خود تشریف لائے اور سارے کام خود فرمائے اور اپنا مقدس ومطہر لعاب دہن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے منہ مبارک میں ڈالا اور پھر یہ دعا فرمائی:’’اللهم انی اعيذه بك و ذريته من الشيطان الرجيم ‘‘

(شہادت نواسہ سید الابرار ﷺ ص۳۲۱)

’’اے اللہ! میں اس کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ اس (حسن رضی اللہ عنہ) کو بھی اور اس کی اولاد کو بھی۔ اس شیطان کے شر سے جو کہ تیری بارگاہ سے راندہ گیا ہے۔‘‘

ام المؤمنین صدیقہ کائنات، مخدومہ کائنات، سیدہ، طاہرہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے عقیقے کے بارے میں بیان فرماتی ہیں کہ:’’جناب نبی کریم ﷺ نے دو بکریاں حسن رضی اللہ عنہ کے لئے اور دو بکریاں جناب حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کی ولادت کے ساتویں دن بطور عقیقہ ذبح کیں اور آپ ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا کہ ان حضرات کے سروں سے بال اتروائے جائیں۔ سروں پر خوشبو لگائی جائے۔ روایت کے آخر میں آتا ہے کہ جاہلیت کے دور میں لوگ جب کسی نومولود کی طرف سے کوئی جانور ذبح کرتے تو روئی کے ساتھ عقیقہ کے جانور کا خون لے کر نومولود کے سر پر لگاتے تھے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی ولادت کے موقع پر اس طرح نہیں کیا بلکہ ارشاد فرمایا کہ خون کے بجائے مرکب خوشبو لے کر ان حضرات کے سروں پر لگائیں۔‘‘ (فوائد نافعہ ص۲۷،۲۸)

حضرات قارئین کرام! آپ نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے عقیقے کے بارے میں مختلف روایات ملاحظہ کر لی ہیں اور مشکوٰۃ شریف فصل ثانی باب العقیقہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دونوں قسم کی روایات ابوداؤد شریف اور نسائی شریف کے حوالے سے موجود ہیں۔ ایک ایک کبش مینڈھا یا دو کبش عقیقہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے لئے ذبح کئے گئے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دو دو بکریاں ذبح کرنا افضل واولیٰ طریق ہے اور ایک ایک ذبح کرنے سے نفس سنت ادا ہو جائے گی۔ (بحوالہ نافعہ ص۲۸)

حضرت سیدنا حسن ؓ اپنے نانا جان حضرت محمد ﷺ کے سایہ عاطفت میں چھ سال اور چار مہینے رہے۔ انہوں نے اپنے بچپن کے سارے زمانے میں اتنی سعادتیں اور بھلائیوں کا خزانہ جمع کیا کہ قیامت تک آنے والی نسل انسانی ان کے گرد پا کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ انہوں نے جناب سیدہ طاہرہ ذکیہ خاتون جنت جیسی مقدس ماں کے سایہ مبارک میں سات سال گزارے اور اپنے عظیم باپ سیدنا امام علی کرم اللہ وجہہ سے تقریباً سینتیس سال کا عرصہ فیوض وبرکات جمع کرنے میں گزار دیا۔ اس لئے انہوں نے مبارک اور مقدس آغوشوں میں اپنی حیات طیبہ کا وقت گزارا۔ (شہادت نواسہ سید الابرار ﷺ ص۴۲۲) جاری ہے!

مولانا مفتی قاری محمد اسماعیل ؒ کا وصال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میلسی کے امیر مولانا مفتی محمود احمد خطیب جامع مسجد عدالت والی کے والد گرامی استاذ القراء مولانا مفتی قاری محمد اسماعیل ؒ ۶؍نومبر ۲۰۱۷ء کو بوقت صبح صادق دار فانی سے کوچ فرماگئے۔ مفتی قاری محمد اسماعیل ؒ کا شمار قدیمی قراء حضرات میں تھا۔ قاری رحیم بخش پانی پتی ؒ کے تلامذہ میں سے تھے۔ قریباً نصف صدی قرآن مجید کی خدمت میں مصروف رہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں علماء، قراء اور حفاظ نے آپ سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔ بہت سی خوبیوں کے مالک انسان تھے۔ آپ کی تمام اولاد بھی حافظ وعالم ہے۔ آپ کا جنازہ شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور کہروڑپکا نے پڑھایا۔ جنازہ میں سینکڑوں افراد نے شرکت کرکے آپ کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کرتے ہوئے مولانا عبدالستار گورمانی مبلغ وہاڑی نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور مفتی محمود احمد، مولانا قاری خلیل احمد، قاری محبوب احمد ودیگر لواحقین سے تعزیت کرتے ہوئے مرحوم کے لئے بلندی درجات کی دعا کی۔ قارئین لولاک سے بھی استدعا ہے۔

سانحہ شہادت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یوسی کانیزہ pk سیون ٹاؤن ٹو پشاور کے ذمہ دار ساتھی سید صابر شاہ بن نور بادشاہ کو ۲۸؍ستمبر بروز جمعرات رات ۱۱بجے نامعلوم افراد نے گولی مار کر شہید کردیا۔ شہید کا جنازہ بروز جمعۃ المبارک پانچ بجے عصر گاؤں کانیزہ کے مرکزی جنازگاہ میں ادا کیا گیا۔ جنازہ میں شہر کے مذہبی وسیاسی جماعتیں علماء وطلباء کثیر عوام الناس اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی مبلغ مولانا عابد کمال، ضلعی مبلغ مولانا تاج محمد ازہر، ناظم صوبائی رابطہ دفتر مولانا محمد یاسر اور صوبائی رہنما چاچا عنایت، قاری اسحاق اور مفتی عبدالکبیر نے شرکت کرکے لواحقین سے تعزیت واظہار ہمدردی کی اور لواحقین کو صبر جمیل کی تلقین فرمائی۔ دعاء کی کہ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

اصحاب بدر کا اجمالی تعارف

آخری قسط! مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۳۰۱...... نعمان بن مالک ابن ثعلبۃ الخزرجیؓ

آپ غزوہ بدر واحد میں شریک ہوئے۔ جبکہ غزوہ احد میں جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کو صفوان بن امیہ نے قتل کیا۔ نعمان نے احد کی طرف نکلتے ہوئے سرور دو عالم ﷺ سے عبداللہ بن ابی ابن سلول کے ساتھ مشاورت کا تذکرہ کیا۔ حالانکہ اس سے پہلے اس سے کبھی بھی مشورہ نہیں لیا تھا۔ نعمان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ: ''اللہ کی قسم میں جنت میں ضرور جاؤں گا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں یا کیسے؟ عرض کیا: اس لئے کہ: ''میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور میں میدان جنگ سے نہیں بھاگوں گا۔'' سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: ''تو نے سچ کہا۔'' تو آپ اسی دن شہید کر دیئے گئے۔ (ابن ہشام ۲؍۳۵۱)

۳۰۲...... نعمان بن یسار مولی الخزرجؓ

مصنف نے یہی نام لکھا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ آپ کا نام نعمان ابن سناق ہے۔ بنو غنم ابن عدی کے غلام تھے۔ اس بات پر تمام مورخین اور سیرت نگاروں کا اتفاق ہے۔ آپ بدر واحد میں شریک ہوئے۔

(طبقات ابن سعد ۳؍۵۷۸)

۳۰۳...... نوفل ابن عبداللہ بن نضلۃ الانصاری الخزرجیؓ

نوفل غزوہ بدر واحد میں شریک ہوئے۔ جبکہ غزوہ احد میں جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ لاولد تھے۔ (طبقات ابن سعد ۳؍۵۴۹)

۳۰۴...... واقد بن عبداللہ ابن عبد مناف التمیمیؓ

واقد رسول اللہ ﷺ کی دار ارقم میں تشریف آوری سے پہلے مسلمان ہوئے۔ جب مدینہ طیبہ ہجرت فرما ہوئے تو رفاعہ ابن عبدالمنذر کے ہاں تشریف لائے۔ حضور ﷺ کی ان بشیر ابن براء المعرور کے ساتھ مواخات کرائی۔ یہی ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش کے سریہ میں بھیجا۔ اس میں عمرو ابن الحضرمی کو آپ نے قتل کیا اور واقد مسلمانوں میں پہلے شخص ہیں جو قاتل ہیں اور عمرو بن الحضرمی مشرکین میں سے پہلے مقتول ہیں۔ یہودیوں نے کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقد بن عبداللہ اور عمرو نے قتل کیا۔ عمرو:

عمرت الحرب، الحضرمی: حضرت الحرب، واقد: وقدت الحرب۔ واقد بدر میں شریک ہوئے۔ ایسے ہی احد وخندق سمیت تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔ حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت کے اوائل میں فوت ہوئے۔

(ابن ہشام ۲؍۳۴۰)

۳۰۵...... ودیعہ ابن عمرو الجہنیؓ

ودیعہ غزوہ بدر واحد میں شریک ہوئے۔ (ابن ہشام ۲؍۳۶۰)

۳۰۶...... ودقہ ابن ایاس ابن عمرو الخزرجیؓ

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ان کا نام وذفہ (ذال اور فاء کے ساتھ) تھا۔ لیکن مورخین کی رائے گرامی یہ ہے کہ آپ کا نام ودقہ (دال اور قاف کے ساتھ) ہے۔ آپ اپنے بھائی ربیع ابن ایاس کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور ایسے ہی غزوہ احد سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت فرمائی۔ آپ نے بھی عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور سارقان نبوت یمامہ کے محاذ پر مسیلمہ کذاب جھوٹے مدعی نبوت کا تعاقب کرتے ہوئے ۱۲ ہجری حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت میں جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ نے اپنا کوئی وارث نہ چھوڑا۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ۳؍۱۲۰)

۳۰۷...... ہانی ابن نیار ابن عمرو البلوی (مولی الاوسؓ)

آنجناب براء ابن عازبؓ کے ماموں تھے۔ آپ عقبہ ثانیہ کی بیعت میں ستر انصار کے ساتھ شامل تھے۔ ایسے ہی بدر، احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ کے ہاتھوں بنی حارثہ کا جھنڈا تھا۔ آپ سے سرور دو عالم ﷺ کی کئی ایک احادیث منقول ہیں۔ آپ حضرت امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں ۴۱ یا ۴۲ یا ۴۵ ہجری میں فوت ہوئے۔ (ابن ہشام ۲؍۳۴۳)

۳۰۸...... ہلال ابن امیہ بن عامر الانصاریؓ الاوسی الواقفیؓ

آنجناب قدیم الاسلام تھے۔ غزوہ بدر، احد میں شریک ہوئے۔ آپ نے بنو واقف کے بت توڑے۔ فتح مکہ کے دن آپ کے ہاتھ میں بنی واقف کا جھنڈا تھا۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام انیسہ بنت ہدم تھا۔ جو کلثوم ابن ہدم کی بہن تھیں۔ جب سرور دو عالم ﷺ ہجرت فرما مدینہ منورہ ہوئے تو ان کے ہاں اترے۔ نیز آپ ان تین حضرات میں سے تھے جو غزوہ تبوک میں شریک نہ ہو سکے۔ یعنی ہلال بن امیہؓ، کعب بن مالکؓ، مرارہ بن ربیعؓ۔ انہیں تینوں کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ’’وعلی الثلاثۃ الذین خلفو: توبہ:۱۱۸‘‘ (الاستیعاب ۴؍۱۵۴۲)

۳۰۹...... ابوالہیثم بن تیہان الاشہلی الاوسیؓ

آپ کا نام مالک بن تیہان تھا۔ والدہ محترمہ کا نام لیلیٰ بنت عتیک ابوالہیثم نے بیعت عقبہ میں بھی شرکت کی۔ ایک روایت یہ ہے کہ بیعت عقبہ میں آپ نے سب سے پہلے بیعت کی۔ آپ بارہ نقیبوں میں سے تھے۔ آپ جاہلیت کے زمانہ میں بھی بتوں سے نفرت کرتے تھے۔ توحید کا اقرار کرتے تھے۔ آپ اور اسعد بن زرارہ سب سے پہلے بیعت کرنے والوں میں سے ہیں۔ انصار میں سے مکہ مکرمہ میں یعنی آپ نے اپنی قوم میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور آ کر اسلام کا اعلان کیا۔ حضورﷺ نے آپ کی عثمان بن مظعون کے ساتھ مواخات کرائی۔ آپ اپنے بھائی عبید بن التیہان کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ ایسے ہی احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں شرکت کی۔ آپ ۲۰ یا ۲۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ (اسد الغابہ ۱۵/۵)

۳۱۰...... یزید ابن الحارث ابن قیس الخزرجیؓ

یزید بن فسحم کے نام سے مشہور ہوئے۔ فسحم والدہ محترمہ کا نام تھا۔ سرور کائناتﷺ نے آپ کی مواخات عمیر بن عمرو الخزاعی جو ذوالیدین یا ذوالشمالین کے نام سے مشہور تھے۔ دونوں حضرات نے بدر میں شرکت فرمائی اور بدر میں ہی دونوں نے جام شہادت نوش فرمایا۔ یزید بن حارث کو نوفل ابن معاویہ نے قتل کیا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ انہیں طعیمہ بن عدی القرشی نے قتل کیا۔ (طبقات ابن سعد ۵۲۳/۳)

۳۱۱...... یزید ابن رقیش بن رباب الاسدی مولیٰ قریشؓ

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ان کا نام یزید ابن قریش ابن زقیش ابن رباب تھا۔ آپ اسد بن خزیمہ کی شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ (ابن ہشام ۳۳۵/۲)

۳۱۲...... یزید ابن عامر ابن حدیدہ الخزرجیؓ

آپ کی کنیت ابوالمنذر تھی۔ والدہ محترمہ کا نام زینب بنت عمرو تھا۔ آپ اپنے بھائی قطبہ بن عامر کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ آپ نے ستر انصار کے ساتھ عقبہ ثانیہ میں شرکت فرمائی۔ ایسے ہی غزوہ احد میں بھی شریک ہوئے۔ آپ نے مدینہ منورہ اور بغداد میں اولادیں یادگار چھوڑیں۔

(طبقات ابن سعد ۵۷۹/۳)

۳۱۳...... یزید بن منذر ابن سرح الخزرجیؓ

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ آپ یزید ابن منذر بن سرح (ح کے ساتھ) ہیں۔ آپ بھی ان ستر

حضرات میں سے ہیں جنہوں نے عقبہ ثانیہ میں بیعت کی۔ سرور کائنات ﷺ نے آپ کی مواخات عامر بن ربیعہ سے کرائی۔ آپ نے اپنے بھائی معقل ابن المنذر کے ساتھ غزوہ بدر میں شرکت فرمائی۔ (اسد الغابہ ۵/۵۲۷)

غزوہ بدر میں شریک ہونے والوں کی تعداد تین سو تیرہ ذکر کی گئی۔ مہاجرین اور ان کے حلیفوں میں سے بیاسی حضرات، بعض حضرات نے سرور دو عالم ﷺ کو شامل فرما کر مہاجرین کی تعداد تراسی ذکر کی ہے۔ اوس اور ان کے غلاموں کی تعداد تریسٹھ ہے۔ خزرج اور ان کے موالی کی تعداد ایک سو آٹھ ہے۔ اصحاب بدر میں سے آٹھ وہ حضرات ہیں جو اگرچہ بدر کے جہاد میں شریک تو نہ ہوئے۔ لیکن رحمت دو عالم ﷺ نے انہیں مال غنیمت میں سے حصہ عنایت فرما کر ان کا اجر ذکر فرمایا۔ ان آٹھ حضرات میں سے تین قریش میں سے ہیں۔ سعید بن زیدؓ، طلحہ بن عبیداللہؓ اور حضرت عثمانؓ۔ انصار میں پانچ حضرات شریک نہ ہو سکے۔ لیکن حضور ﷺ نے انہیں شامل فرمایا۔ ابولبابہ بشیر بن المنذرؓ، حارث بن حاطبؓ، عاصم ابن عدیؓ، خوات ابن جبیرؓ۔ یہ چاروں اوس میں سے ہیں۔ حارث بن صمہؓ خزرج میں سے ہیں۔ باقی تین سو آٹھ وہ ہیں جو حقیقتاً اور حکماً بدر میں شریک ہوئے۔ بعض اہل علم نے شرکاء بدر میں چودہ حضرات اور ذکر کئے ہیں۔ ان میں سے پانچ قریش میں سے ہیں۔ حاطب ابن عمروؓ، وھب ابن ابی سعد بن ابی سرحؓ، قریشی حضرات بنو عامر بن لوی ابن عتبہ بن مسعود الہذلیؓ حضرات عبداللہ بن مسعودؓ کے بھائی، عدی ابن النجار بن عدی القرشی الفہریؓ۔ دو اوس میں سے ہیں: حارث ابن عرفجہ بن کعب الاوسیؓ، سعد ابن عبید بن النعمان الاوسیؓ۔ سات حضرات خزرج میں سے ہیں: جن کے نام درج ذیل ہیں۔ سفیان بن بشیر بن عمرو الخزرجیؓ، عبداللہ بن ثعلبہ بن خزمہ الخزرجیؓ، عتبان ابن مالک ابن عمرو الخزرجیؓ، عقبہ بن عامر ابن ثعلبہ ابو مسعود البدری الخزرجیؓ، عصمۃ بن الحصین ابن وبرۃؓ، ملیل بن وبرہ بن خالدؓ، ہلال ابن معلی ابن لوذان الخزرجیونؓ۔

مندرجہ بالا تعداد معروف تعداد سے زائد ہے۔ واللہ اعلم!

غزوہ بدر میں چودہ حضرات شہید ہوئے۔ جن کے نام درج ذیل ہیں: تین قریش میں سے: عبیدۃ الحارث القرشی المطلبی ایک پاؤں کٹ گیا تھا۔ بدر سے لاتے ہوئے صفراء کے مقام پر جام شہادت نوش فرمایا۔ عمیر بن ابی وقاص القرشی الزہری یہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بھائی ہیں۔ سعد بن وھب المعروف ابن بیضاء القرشی الفہری، اور تین حضرات قریش کے حلیف تھے جن کے نام یہ ہیں: عاقل ابن بکیر اللیثی، مہجع الیمنی حلیف بنو عدی، ذوالشمالین عمیر بن عبد عمرو حلیف بنی زہرہ۔ آٹھ شہداء انصار میں سے ہیں۔ ان میں دو اوس میں سے ہیں جو یہ ہیں: سعد بن خیثمہ، مبشر ابن عبدالمنذر ابن زنبر، چھ حضرات بنو خزرج میں سے ہیں۔ حارثہ بن سراقۃ ابن الحارث، رافع ابن معلی، عمیر بن الحمام، یزید ابن الحارث المعروف ابن فسحم، عوف ومعوذ ابنا الحارث ابن رفاعہ دونوں ابن عفراء کے نام سے معروف ہیں۔

سنت کے اہتمام کے تین دلچسپ واقعات

مولانا مفتی شکیل احمد نقشبندی

۱...... ایک بزرگ ایک جلسے میں تشریف لے گئے۔ وہاں پھل لاکر رکھے گئے، ان میں آم بھی تھے۔ حضرت نے ادھر ادھر دیکھا اور فرمایا کہ میں نہیں کھا سکتا۔ عرض کیا گیا، کیا وجہ ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ نیا پھل پہلے بچے کو دیا جائے۔ اس وقت کوئی بچہ موجود نہیں۔ چنانچہ پڑوس سے بچہ لایا گیا تو حضرت نے پہلے بچے کو پھل کھلایا پھر خود کھایا۔

۲...... ایک ولی سے دعوت ولیمہ میں شرکت کی درخواست کی گئی۔ انہوں نے فرمایا: ''اس شرط پر شرکت ہوگی کہ کوئی کام خلاف سنت نہیں ہوگا۔ اگر کوئی کام خلاف سنت دیکھا تو میں اٹھ کر آجاؤں گا۔''

انہوں نے کہا: ''ٹھیک ہے۔''

حضرت وقت مقررہ پر اس جگہ تشریف لائے۔ جب کھانا لگا تو دستر خواں کے قریب جاکر حضرت لوٹ گئے۔ میزبان پریشان ہوئے اور عرض کیا: حضرت! یہاں خلاف سنت تو کوئی کام نہیں ہو رہا۔ حضرت نے فرمایا: ہو رہا ہے۔ پوچھا، حضرت کون سا؟ فرمایا: روٹی کھانے والوں کے سروں پر ٹوپی نہیں۔ ننگے سر کھانا کھایا جا رہا ہے، جو خلاف سنت ہے۔ میزبان نے فوراً لوگوں سے کہا کہ اپنے سروں کو ڈھانپ لیں تاکہ سنت کا اہتمام ہوجائے۔ پھر حضرت بیٹھے اور کھانا کھایا۔

۳...... ایک بزرگ ایک مرتبہ گاڑی سے اترے تو گاڑی والے کو کرایہ دینا چاہتے تھے۔ اس نے بایاں ہاتھ آگے کیا۔ حضرت نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ سامنے والے آدمی سے کہا دائیں ہاتھ سے لو۔ گاڑی والا بھی عجیب انسان تھا۔ کہنے لگا: پیسے میرے ہیں، میں دائیں ہاتھ سے لوں یا بائیں ہاتھ سے۔ حضرت نے فرمایا: ہم تو اپنی حلال کی کمائی اپنے ہاتھوں سے بائیں ہاتھ میں ہرگز نہ دیں گے۔ اب عجیب صورت حال تھی کہ حضرت نے کرائے کی رقم دائیں ہاتھ سے زمین پر رکھ دی اور فرمایا کہ ہم نے تو سنت کو زندہ کردیا کہ دائیں ہاتھ سے رقم زمین پر رکھ دی۔ اب تو جان اور تیرا کام جانے۔

تو دراصل یہ ہے سنت کا اہتمام۔ (ماخوذ: لفظ لفظ روشنی، از: مفتی شکیل احمد نقشبندی)

آپ بیتی ...... سکھ مذہب سے دین اسلام تک

آخری قسط:

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد

مجسٹریٹ کے سامنے حاضری

یہاں آنے کا پس منظر یہ ہے کہ ہمارے گاؤں دودہ میں ایک حکیم بنام جناب حبیب اللہ صاحب مطب کیا کرتے تھے۔ وہ بہت نیک دل اور دین دار آدمی تھے۔ وہیں گاؤں ہی میں ان سے علیک سلیک اور تعلق بنا۔ ان کو میں نے اپنے قبولِ اسلام کے متعلق بتا رکھا تھا۔ ان کے ایک رشتہ دار عطاء اللہ جو خود بھی حکیم تھے اور سرگودھا شہر میں رحمانیہ دواخانہ ان کا تھا۔ میں حسب پروگرام ان کے پاس چلا گیا۔ کیونکہ وہاں گاؤں میں میری حکیم حبیب اللہ صاحب سے یہ بات طے پا چکی تھی کہ جب میں اپنے قبولِ اسلام کے حوالے سے عام اعلان کا خواہشمند ہوا تو حکیم عطاء اللہ اس سلسلہ میں مجھے قانونی تحفظ اور مدد فراہم کریں گے۔ لہٰذا میں جب ان کے پاس پہنچا اور ان کو گھر اور گاؤں چھوڑنے کی ساری صورت حال بتائی اور یہ بھی عرض کیا کہ اب میں اپنے قبولِ اسلام کو مخفی رکھنا نہیں چاہتا اور یہ کہ اس حوالے سے قانونی تحفظ بھی چاہتا ہوں۔ تو وہ فوراً مجھے اپنی کار میں بٹھا کر مجسٹریٹ عدالت لے گئے۔ اس وقت جن مجسٹریٹ کے سامنے حاضر ہوا۔ وہ مجسٹریٹ جناب اعجاز بلوچ صاحب تھے۔ میرے قبولِ اسلام کے بارے میں جو چند سوالات انہوں نے کیئے۔ وہ کچھ یوں تھے:

مجسٹریٹ صاحب نے پہلا سوال یہ کیا کہ: بیٹا! آپ کیسے مسلمان ہوئے؟ کیا آپ پر کسی کا دباؤ ہے؟ میں نے ان سے عرض کیا کہ نہ تو مجھ پر کسی مسلمان کا دباؤ ہے، نہ کوئی مجبوری، نہ کوئی ڈر، نہ خوف۔ بس اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا ہے۔ مجسٹریٹ صاحب نے میرے اس بیان کے بعد دوبارہ مجھ سے کہا کہ سوچ لو تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے ان سے عرض کیا کہ جناب میں مکمل طور پر برضا وخوشی اسلام کی طرف آیا ہوں اور اب اسی دین پر اپنا مرنا جینا چاہتا ہوں۔ مجسٹریٹ صاحب کی عدالت میں موجود مجسٹریٹ صاحب کے ریڈر میرے اور مجسٹریٹ کے سوال و جواب قلم بند کر رہے تھے۔ میرے اس مذکورہ بالا جواب کے بعد مجسٹریٹ صاحب نے میرے قلم بند بیان پر میرے دستخط لئے اور مجسٹریٹ صاحب نے مجھے گلے لگایا مبارکباد دی اور شفقت اور محبت سے اپنے پاس بٹھائے رکھا۔ لہٰذا تھوڑی دیر مجسٹریٹ صاحب کے پاس بیٹھ کر ان سے رخصت لے کر جب میں حکیم عطاء اللہ کے ساتھ کمرۂ عدالت سے باہر آیا تو وہاں موجود جن جج صاحبان اور وکلاء حضرات کو میرے اسلام کے حوالے سے علم ہو چکا تھا۔ انہوں نے اس خوشی کے موقع پر ایک

مختصری چائے پارٹی کا اہتمام فرمایا۔ میری بڑی حوصلہ افزائی کی۔ یہ پورا واقعہ ۱۹۸۹ء ماہ اگست میں پیش آیا۔ بہر حال مجسٹریٹ صاحب کے سامنے بیان اور جج صاحبان اور وکلاء حضرات کی چائے پارٹی کے بعد میں حکیم عطاء اللہ صاحب کے ساتھ ان کے دواخانہ آ گیا۔

حکیم صاحب کے دواخانہ کے ساتھ ایک مہمان خانہ تھا۔ جہاں چند دن میرا قیام رہا۔ حکیم صاحب کے ہاں قیام کے دوران ہی مجسٹریٹ صاحب کے سامنے میرا بیان اور قبول اسلام کے بارے میں روزنامہ جنگ میں بھی آ چکا تھا۔ اس کے بعد حکیم عطاء اللہ صاحب کے ایک جاننے والے کی وساطت سے میں چند دن کے لئے لاہور منتقل ہو گیا۔ لاہور میں، میں نے جہاں قیام کیا تھا۔ ارادہ تھا کہ ایک طویل عرصہ تک وہاں رہوں گا۔ لیکن وہاں کے ماحول سے میری طبیعت کو مناسبت نہ ہو سکی جس کی وجہ سے میں چند دن وہاں قیام کر کے واپس حکیم عطاء اللہ صاحب کے پاس سرگودھا شہر چلا آیا۔ لاہور کے قیام کے دوران میں نے اپنے ایک دوست طاہر علی جو میرے گاؤں دودہ (Dodah) میں میرا ہم جماعت تھا کو میں نے ایک تفصیلی خط اس مقصد کے تحت لکھا کہ وہ میرے گھر، گاؤں چھوڑ آنے کے بعد میرے گھر والوں کے بارے میں تاثرات وحالات کے بارے میں مجھے بتائے اور یہ کہ اگر کسی موقع پر مجھے گھر آنا پڑا تو کیا میرا آنا وہاں مناسب ہوگا؟ لیکن اس خط کا جواب آنے سے قبل ہی میں لاہور سے سرگودھا واپس آ چکا تھا۔ گاؤں میں صورت حال یہ بنی ہوئی تھی کہ جب سے میں گھر چھوڑ کر آیا ہوا تھا۔ میرے والدین اور میرے رشتے دار گاؤں میں میرے مسلمان ہم راز اور قریبی دوستوں سے میرے بارے میں سختی سے باز پرس کر رہے تھے کہ تم لوگوں نے اس کو کہاں چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ نیز یہ کہ اگر تم لوگوں نے ہمارے بچے کے بارے میں نہ بتایا تو ہم لوگ تم پر مقدمہ کر دیں گے۔

میری تلاش

لہٰذا میرے دوست ڈاکٹر محمد یوسف صاحب اور غلام شبیر ترکھان جو میرے گھر والوں کے زیر دباؤ تھے۔ یہ تقریباً ہر روز گاؤں میں آنے والی ڈاک میں میرا خط تلاش کرتے کہ شاید عبدالواحد نے ہم دوستوں میں سے کسی کے نام کوئی خط لکھا ہو۔ لہٰذا لاہور کے قیام کے دوران میرا لکھا ہوا خط جب گاؤں میں میرے دوستوں کو ملا تو وہ خط پڑھنے کے بعد لاہور میں میرے قیام کی طرف روانہ ہو گئے۔ لیکن میں چونکہ لاہور سے سرگودھا آ چکا تھا اور جن لوگوں کے پاس میرا قیام تھا، میں سرگودھا آنے سے قبل ان کو اپنا پتہ دے آیا تھا کہ سرگودھا کس مقام پر جا رہا ہوں۔ لہٰذا خط پڑھنے والے وہ دوست جو لاہور مجھ سے ملنے آ رہے تھے۔ وہ جب لاہور پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے ان دوستوں کو میرے وہاں سے چلے جانے کے بارے میں بتایا اور ان کو سرگودھا کا پتہ بھی دے دیا۔ لہٰذا وہ دوست لاہور سے سرگودھا کی طرف چل پڑے اور اگلے روز وہ سرگودھا

میں میرے پاس پہنچ گئے۔ میل ملاقات کے بعد ان دوستوں نے میرے گھر والوں اور رشتے داروں کے تاثرات بتائے اور پھر وہیں میرے اور ان کے درمیان یہ مشورہ ہوا کہ اب اگلا قدم کیا اٹھایا جائے۔ لہٰذا طے یہ ہوا کہ مولانا عمر فاروق کو کوٹ مومن فون کیا جائے اور پھر وہ جو مشورہ یا حکم فرمائیں اس پر عمل کیا جائے۔

چنانچہ میرے ان دوستوں میں موجود بھائی یامین نے مولانا عمر فاروق کو فون کر کے ساری صورت حال بتائی تو جواباً مولانا عمر فاروق نے بھائی محمد یامین سے کہا کہ آپ لوگ عبدالواحد کو میرے پاس لے کر آجائیں۔ میرے لئے سعادت کی بات ہے کہ میں ایسے مشکل وقت میں اس کی حتی الوسع خدمت کرسکوں۔ فون پر بات چیت کے بعد میں بھائی محمد یامین کے ساتھ کوٹ مومن مولانا عمر فاروق ؒ کے پاس پہنچ گیا۔

مسلمانوں کا دین

مجھے اپنے گھر اور گاؤں کو چھوڑے ہوئے تقریباً پندرہ دن ہو چکے تھے اور اس دوران میری تلاش کے لئے میرے گھر والے اور عزیز رشتے دار جہاں جہاں میرے جانے کا امکان تھا، مجھے وہاں تلاش کرنے کے لئے آئے جس میں مولانا عمر فاروق صاحب کا گھر بھی شامل تھا، چنانچہ میری تلاش میں جب میرے گھر والے ان کے یہاں بھی گئے تو میرے گھر والوں نے ان پر بہت دباؤ ڈالا کہ بتاؤ ہمارا بچہ کہاں ہے؟ اور ہمیں یقین ہے کہ ہمارا بچہ تمہارے ہی پاس ہے کیونکہ ہمارے خاندان میں تم ہی پہلے شخص تھے جس نے مسلمانوں کا دین قبول کیا، اس لئے اپنے اس بچے کے بارے میں بھی ہمیں پورا یقین ہے کہ وہ تمہارے پاس ہے، مولانا عمر فاروق صاحب ؒ میرے گھر والوں کو بار بار یقین دلاتے رہے کہ سندر داس (عبدالواحد) میرے پاس نہیں ہے، ہاں اگر وہ میرے پاس آیا یا اس نے مجھ سے کوئی رابطہ کیا تو آپ لوگوں سے میرا یہ وعدہ ہے کہ سب سے پہلے آپ لوگوں کو اس کی اطلاع کروں گا یا اس سے آپ کی ملاقات کراؤں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مولانا عمر فاروق صاحب ؒ کی بات کی لاج رکھی اور جب میں مولانا کے پاس پہنچ گیا تو انہوں نے اسی وقت (یعنی جس وقت میں مولانا صاحب کے پہنچا وہ قریب مغرب کا وقت تھا) میرے گھر والوں کو ایک قابل اعتماد آدمی کے ذریعے اطلاع پہنچادی کہ تمہارا بچہ (عبدالواحد) سندر داس آج ہی میرے پاس پہنچا ہے، لہٰذا آپ لوگوں کو ملنے کے لئے آنا ہے تو جب چاہیں آجائیں میرے دل اور گھر کے دروازے آپ لوگوں کے لئے ہر وقت کھلے ہیں، میرے گھر یہ اطلاع پہنچ گئی تو اگلی صبح میرے والد نے میرے چچا چوہدری رام صاحب کو کوٹ مومن بھیج دیا، وہ تشریف لائے تو ایک جذباتی کیفیت کے ساتھ ان سے ملاقات ہوئی، انہوں نے یوں میرے گھر چھوڑ آنے پر جو کہنا تھا کہا، اسی نوعیت کی کچھ اور باتیں ہوئیں، گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کی ملاقات کے بعد چچا جب جانے لگے تو کہنے لگے: تمہارے والد نے کہا کہ اس (سندر داس) کو لیتے آنا۔ اس پر میں نے چچا سے عرض کیا کہ چچا جی آنا دو طرح کا ہے، ایک تو یہ ہے کہ میں آپ لوگوں اور والدین سے

جا کر ملوں اور ارادہ ہے کہ ملوں گا بھی اور اس میں کوئی حرج بظاہر نظر نہیں آتا، اور ایک آتا یہ ہے کہ میں دین اسلام کو معاذ اللہ چھوڑ دوں اور واپس سکھ مذہب اختیار کر کے سابقہ معمول کے مطابق زندگی گزاروں۔ لہٰذا آپ میرے کون سے آنے کی بات کرتے ہیں؟ اس پر انہوں نے کہا کہ ہاں ہماری یہی خواہش ہے کہ تم واپس سکھ مذہب میں آجاؤ اور ہمارے ساتھ زندگی گزارو، اس پر میں نے چچاجی سے جواباً عرض کیا کہ چچا صاحب اگر مجھے واپس اپنے مذہب میں ہی جانا ہوتا تو میں اتنا بڑا قدم کیوں اٹھاتا؟ چچاجی نے جب میرا یہ جواب سنا تو وہ کافی پریشان ہوئے اور جذباتی کیفیت میں ان کی آنکھوں سے آنسو آگئے اور اسی کیفیت کو لے کر وہ بغیر کچھ کہے چلے گئے، چچا صاحب نے گاؤں جا کر میرے گھر والوں اور والد صاحب کو ساری صورت حال بتائی اور اگلے دن والد صاحب بھی مجھے ملنے کے لئے تشریف لے آئے، والد صاحب سے بھی ملاقات ایسے جذبات و کیفیت میں ہوئی کہ جیسے ہم باپ بیٹا صدیوں بعد مل رہے ہوں، مولانا عمر فاروق نے بھی والد صاحب سے ملاقات فرمائی، والد صاحب نے مجھ سے گفتگو کی ابتداء ان الفاظ سے کی کہ تمہارے چچا نے کل کی باتیں مجھے بتائی ہیں اور ساتھ ہی تمہارے چچا نے یہ بھی کہا کہ میرے کہنے سے تو آپ کا بیٹا سندر داس (عبدالواحد) نہیں آیا، آپ جا کر دیکھ لیں شاید کہ وہ آپ کی بات مان لے اور پھر اگلی بات والد صاحب کی طرف سے یہ تھی کہ سندر داس (عبدالواحد) تم تو ہمیں یعنی مجھے اور اپنے چچا چوہدری رام کو بہت تسلیاں دیا کرتے تھے کہ آپ لوگ فکر نہ کریں میں مسلمان نہیں ہوں گا اور اب یہ تم نے کیا کیا؟ کہ پورے گاؤں میں تم نے ہماری ناک کٹوا دی ہے اور ہماری بہت بے عزتی ہوئی ہے، لہٰذا بحیثیت باپ میں تم کو لینے آیا ہوں۔ والد صاحب کی پوری بات اطمینان کے ساتھ سن کر میں نے وہی جواب والد صاحب کے گوش گزار کر دیا جو اس سے ایک دن قبل چچا صاحب کو دے چکا تھا۔

میرا جواب سن کر والد صاحب کی کیفیت و جذبات بھی تقریباً وہی تھے، جو اس سے قبل چچا صاحب کے ہو چکے تھے، بہرحال جب والد صاحب نے یہ دیکھا کہ یہ کسی طور واپس جانے کو تیار نہیں ہوتا تو آخر میں کہنے لگے کہ ٹھیک ہے بیٹا! جیسے تمہاری مرضی اور کوشش کرنا کہ تمہارا آئندہ مستقبل اچھا رہے، اس کے بعد والد صاحب رخصت ہونے لگے تو میں بھی ان کے ساتھ ہولیا اور ان کو بس اڈے تک الوداع کیا۔ والد صاحب کے جانے کے تقریباً تین دن بعد محترمہ والدہ صاحبہ، بڑے بھائی صاحب، چچا زاد بھائی اور میرا سب سے چھوٹا بھائی بھی کوٹ مومن، مولانا عمر فاروق صاحب ﷫ کے گھر ملنے کے لئے تشریف لائے، والد صاحب کے جانے کے بعد میں نے کوٹ مومن میں ایک مدرسہ انوار مدینہ میں قرآن شریف کی تعلیم لینا شروع کر دی تھی اور جب تیسرے دن والدہ صاحبہ میرے دو بھائیوں اور ایک چچازاد بھائی کے ساتھ مولانا عمر فاروق صاحب ﷫ کے گھر مجھ سے ملنے آئے تھے تو اس وقت بھی میں مذکورہ مدرسے میں قرآن مجید

قرآن حمید پڑھنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ ایک لڑکے کے ذریعے مجھے مدرسے میں اطلاع کروائی گئی کہ میری والدہ صاحبہ دو بھائی اور چچازاد بھائی مجھ سے ملنے کے لئے آئے ہوئے ہیں، لہٰذا مدرسے سے فوراً گھر گیا اور والدہ صاحبہ بھائیوں اور چچا زاد بھائی سے ملاقات ہوئی، محترمہ والدہ صاحبہ جو پہلے ہی میرے گھر چھوڑنے اور باوجود چچا اور والد صاحب کے اصرار کے میرے گھر نہ آنے پر مزید پریشان تھیں، مجھے دیکھ کر رونے لگی اور رونے کے ساتھ ساتھ مجھے کہتی جاتیں کہ اس مسلمان ہونے سے بہتر تھا کہ تو مرجاتا تاکہ ہماری بے عزتی تو نہ ہوتی اور یہ کہ اس سے تو یہ اچھا تھا کہ کھیتوں میں کام کرتے وقت تجھے کوئی سانپ کاٹ لیتا اور تو مرجاتا، اس پر میں نے جواباً والدہ صاحبہ سے عرض کیا کہ امی جان! اگر مجھے کوئی سانپ کاٹ جاتا اور میں مرجاتا تو ایسا ہونے سے یہ بہتر نہیں کہ میں اس وقت زندہ سلامت آپ کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں۔ بہرحال میرے اس جواب پر والدہ صاحبہ نے مزید کوئی بات نہیں کی اور ایک ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھنے کے بعد والدہ صاحبہ اور بھائی واپس گاؤں چلے گئے، مجھے دوبارہ گاؤں یا اپنے دین پر لانے کے حوالے سے یوں سمجھ لیجئے کہ میرے گھر سے یہ آخری ملاقات تھی، اس کے بعد کوٹ مومن میں رہتے ہوئے گاہے بگاہے بھائیوں سے ملاقات ہوتی رہتی تھی اور انہی ملاقاتوں کو بنیاد بناتے ہوئے ایک دن میرے بڑے بھائی شادی لال صاحب ایک مسلمان دوست سعید بھائی کے ساتھ کوٹ مومن مجھے ملنے کے لئے تشریف لائے اور کہنے لگے دیکھو تم کو گھر سے نکلے ہوئے تقریباً دس بارہ ماہ ہوگئے ہیں، اب ہم بھائی تم سے کہیں نہ کہیں تو مل ہی لیتے ہیں، مگر بہنوں نے تمہارا کیا قصور کیا ہے، ان کا بھی دل چاہتا ہے کہ تم سے ملاقات کریں، لہٰذا میں تم کو لینے کے لئے آیا ہوں تاکہ تم سے تمہاری بہنیں بھی ملاقات کرسکیں، اس مجلس میں حضرت مولانا عمر فاروق صاحب بھی موجود تھے، لہٰذا بھائی کی اس بات کے بعد جب میں نے مولانا صاحب کی طرف مشورہ طلب نظروں سے دیکھا بلکہ زبانی طور پر بھی بھائی سے عرض کیا کہ: مولانا عمر فاروق صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، آپ ان سے معلوم کرلیں جو ان کی رائے اور مشورہ ہوگا، اس پر عمل کروں گا۔ میری یہ بات سن کر مولانا عمر فاروق صاحب رحمہ اللہ کافی دیر تک سوچ میں بیٹھے رہے اور پھر مجھے اور میرے بھائی کو مخاطب کرکے فرمانے لگے کہ چند اور ساتھیوں سے اس کے بارے میں مشورہ کرلیتے ہیں، لہٰذا انہوں نے سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے چند عزیز دوستوں کے گھر پیغام بھیج کر ان کو بلایا اور پھر مسجد میں بیٹھ کر ان حضرات نے مشورہ کیا کہ ٹھیک ہے عبدالواحد کو ان کے بڑے بھائی کے ساتھ اس مقصد کے تحت بھیج دیتے ہیں کہ وہ وہاں بہنوں سے مل آئے اور یہاں سے عبدالواحد کے ساتھ ایک صاحب خالد فاروق کو بھیج دیتے ہیں تاکہ یہ ایک دن وہاں رہ کر گھر اور خاندان والوں سے مل کر انہی کے ساتھ واپس کوٹ مومن آجائیں، بھائی شادی لال مجھے لینے شام کو کوٹ مومن پہنچے تھے اور مجھے ان کے ساتھ بھیجنے یا نہ بھیجنے کے سلسلہ میں مشورہ کرتے کراتے رات ہوگئی تھی، لہٰذا رات کو میں تیار ہوکر بھائی شادی لال

اوران کے ساتھ آئے ہوئے بھائی سعیداور بھائی خالد فاروق جن کے ساتھ میرا جانا طے پایا تھا،ہم چارنفری جماعت گاؤں دودہ(Dodah) کے لئے روانہ ہوئے، مجھے گھر چھوڑے ہوئے تقریباً دس ماہ ہو چلے تھے اوراس عرصہ میں یہ پہلا موقع تھا کہ میں آج ان حضرات کے ساتھ ایک عرصہ کے بعد چند گھنٹوں کے لئے واپس گھر جارہا تھا،یعنی اس گھر جس کو کچھ عرصہ قبل بڑی دل گرفتگی کے ساتھ چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

دست شفقت

لہٰذا گھر جاتے ہوئے مجھے طرح طرح کے خیالات اوراندیشوں نے گھیرا ہوا تھااور گھر پہنچنے تک میں ان خیالات وکیفیات میں کھویا ہوا تھا، میرے گھر چھوڑنے اور قبول اسلام کے حوالے سے گھر اوراہل خاندان کے دل ودماغ میں بے شمار اعتراضات وسوالات تھےاور میں گھر جاتے ہوئے راستے میں اپنے آپ کوان اعتراضات وسوالات کے لئے تیار کر چکا تھا۔ بھائی شادی لال صاحب کے ساتھ جو مسلمان ساتھی بھائی سعید صاحب تشریف لائے تھے وہ راستے ہی میں ہم تینوں سے رخصت لے کراپنے گھر چلے گئے، اب ہم باقی تین نفری جماعت جب گھر پہنچے تو بھائی خالد فاروق صاحب کوایک الگ کمرہ دے دیا گیا، میں بھائی شادی لال صاحب کے ساتھ زنانہ خانہ میں بہنوں، والدہ صاحبہ اورخاندان کی دیگر بڑی بوڑھی عورتوں اور بچوں کو ملنے چلا گیا، ادہا میں ملنے کے لئے والدہ صاحب کے سامنے گیا تو قبولِ اسلام سے پہلے جس طرح والدہ صاحبہ دست شفقت میرے سر پر پھیرا کرتی تھیں اس دفعہ والدہ صاحبہ کی طرف سے ایسے کسی جذبہ کا اظہار نہ تھا، چنانچہ اس موقع پر میں نے ازخود والدہ صاحبہ کا ہاتھ پکڑ کراپنے سر پر رکھ لیا، گھر کی دیگر خواتین اور بہنیں یہ منظر دیکھ کررونے لگیں اور خود والدہ صاحبہ بھی رونے لگیں اور طرح طرح کے سوالات میرے قبولِ اسلام کے حوالے سے حیرت اور طنز کے لہجے میں ہونے لگے، چنانچہ اس موقع پر بھائی شادی لال صاحب نے تنبیہ کاانداز اختیار کرتے ہوئے سب کو مجھ سے سوال وجواب کرنے سے منع کر دیااور یہ بھی کہا کہ ابھی وہ ملنے کے لئے آیا ہےاورکل واپس چلا جائے گا۔ بہرحال رات گھر والوں اور رشتے داروں میں قیام کیااور اس کے بعد صبح بھائی خالد فاروق کے ساتھ واپس کوٹ مومن آ گیا۔

یہاں مدرسہ انوار مدینہ میں جناب قاری محمد اسلم صاحب جو کہ اصل میں کہروڑ پکا ضلع لودھراں کے رہائشی ہیں، سے ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم شروع کر دی، اس دوران مولانا عمر فاروق صاحب کا یہ نیک اور مبارک ارادہ زور پکڑ گیا کہ گھر اور خاندان کے دیگر سکھ مذہب سے تعلق رکھنے والوں کو خود سے قریب کیا جائے اوراس قربت کے تحت ان کو دین اسلام کی دعوت دی جائے، لہٰذا مجھے مولانا عمر فاروق صاحب کے پاس ایک سال ہی ہوا تھا کہ مولانا صاحب ﷫ بھاگٹانوالہ (سرگودھا) تشریف لے آئے اور یہاں ایک مدرسہ ”جامعہ نعمانیہ“ کے نام سے شروع کیا۔مولانا عمر فاروق صاحب کے ساتھ جامعہ نعمانیہ میں آ جانے

کے بعد قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ میری ذمہ داریوں میں مزید دو باتوں کا اضافہ اس طرح ہوا کہ جامعہ نعمانیہ کے بعض انتظامی امور کی نگرانی اور جامعہ نعمانیہ میں زیر تعلیم آٹھویں تک کے طلباء کو عصری تعلیم کی دو گھنٹے کلاس بھی لیا کرتا تھا اور پھر جامعہ نعمانیہ ہی میں، میں نے درسِ نظامی کے ابتدائی دو سال مکمل کئے، اس کے بعد مزید درسِ نظامی کی تعلیم و تکمیل کے لئے جامعہ امدادیہ فیصل آباد جا کر داخلہ لیا، یہاں سات سال تک میری دینی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا، یعنی ۲۰۰۰ء میں، میں نے دورۂ حدیث تک پڑھا اور اسی سال میری دیگر ہم جماعت ساتھیوں کے ساتھ دستار بندی ہوئی اور اسی سال کے آخر میں، میں دیگر چند ساتھیوں اور دوستوں کے ساتھ جامعہ دارالعلوم کراچی (کورنگی) آ گیا اور ۲۰۰۱ء میں تخصص فی الدعوۃ والارشاد میں داخلہ لیا۔ یہ تخصص دو سالہ کورس پر محیط تھا، یہ کورس ۲۰۰۲ء میں مکمل ہو گیا۔ ۲۰۰۳ء میں، میں جامعہ دارالعلوم کراچی ہی میں تخصص فی الافتاء (مفتی کورس) میں داخلہ لے لیا اور اس کورس کے تیسرے سال ایک مقالہ بعنوان ''فسخِ نکاح، شریعت اور ملکی قوانین کے آئینہ میں'' مکمل کیا۔ کورس کی تکمیل پر دستار فضیلت بھی عطا کی گئی۔

تخصص فی الافتاء کا سال سوم تھا کہ بندہ نے کراچی یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی میں داخلہ لے لیا تھا اور الحمدللہ! مجھے اس میں بھی کامیابی نصیب ہوئی اور پی ایچ ڈی مکمل کرنے کے بعد کراچی یونیورسٹی سے ڈاکٹر کی ڈگری سے نوازا گیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی و احسان ہے۔ ان سارے تعلیمی سالوں کے ساتھ ساتھ ۲۰۰۵ء کے قریب اختتام میں میری شادی ایک دین دار گھرانے میں جناب ڈاکٹر فضل احمد (چائلڈ اسپیشلسٹ) کی صاحبزادی سے ہوئی۔ الحمدللہ! میری شریک حیات خود بھی عالمہ فاضلہ ہیں۔

عظیم خوشخبری

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے میرے دل کی انتہائی عظیم تمنا بھی پوری فرمادی ہے کہ ماہ شوال ۱۴۲۷ھ میں میرے والدین اور میرے بہن بھائیوں نے بھی دین اسلام کے سایہ عاطفت میں پناہ لے لی ہے۔ بندہ کے قبول اسلام کے سترہ سال کے طویل صبر اور انتظار کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری وہ تمنا اور دلی مراد پوری فرمائی جس کے لئے اکثر و بیشتر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہتا تھا کہ:

''اے اللہ! میری موت سے قبل میرے اہل خانہ کو قبول اسلام کی توفیق عطا فرمادے۔''

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف میری یہ دلی مراد پوری فرمائی بلکہ بندہ کو ان کے قبولِ اسلام کا ذریعہ بھی بنایا اور ان کو کلمہ طیبہ پڑھانے کی سعادت بھی مجھے عطا فرمائی۔ یہ سب کچھ اللہ رب العزت کا فضل و کرم ہے، بندہ کا کچھ بھی کمال نہیں اور ان کے سابقہ نام تبدیل کر کے مبارک اسلامی نام رکھ دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آئندہ تمام زندگی دین اسلام پر استقامت عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر ہو، آمین! وما توفیقی الا باللّٰہ!

تاریخ خلیفہ ابن خیاط بن خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ علیہ

آخری قسط!

ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے کاتب وغیرہ

آپ ؓ کے کاتب حضرت عثمان بن عفان ؓ تھے اور آپ ؓ کے دربان آپ ؓ کے آزاد کردہ غلام رشید ؓ تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ ؓ کے کاتب حضرت زید بن ثابت ؓ بھی تھے۔ نیز دیگر بہت سارے امور بھی حضرت زید بن ثابت ؓ سرانجام دیتے تھے اور لوگوں کے فیصلے اور قضاء کا کام حضرت عمر بن خطاب ؓ کے سپرد تھا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو پہلے بیت المال کا نگران بنا رکھا تھا۔ پھر انہیں ملک شام بھیج دیا اور آپ ؓ کے مؤذن حضرت عمار بن یاسر ؓ کے آزاد کردہ غلام سعد القرظ ؓ تھے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس سال حضرت عمر بن خطاب ؓ نے ابوعبید بن مسعود ثقفی ؓ کو عراق کی مہم پر بھیجا تو حیرہ اور قادسیہ کے درمیان جابان مڈبھیڑ ہوگئی۔ فوج کو تتر بتر کر دیا اور اس کی جماعت کے بہت سے افراد کو مار ڈالا اور اس کے رفقاء کو قید کر لیا۔ جابان نے فدیہ دے کر رہائی حاصل کی۔ پھر کسکر پر حملہ کیا۔ نرسی سے لڑے تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست فاش دی۔ پھر ابوعبید ؓ نے باروسما پر حملہ کیا۔ ابن اندرونے فی کس چار درہم پر صلح کر لی۔ ابوعبید ؓ نے مثنی بن حارثہ ؓ کو زندورد بھیجا۔ انہوں نے جنگ لڑی تو کئی قتل ہوئے اور کئی قیدی۔

عاصم بن عمرو اسیدی ؓ کو نہر جوبر کی طرف روانہ کیا اور عروہ بن زید الخیل ؓ کو زوابی (یہ بغداد کے اطراف میں ایک گاؤں ہے) کی طرف بھیجا تو انہوں نے باروسما کے انداز پر صلح کر لی۔ پھر جب شکست خوردہ مرازبہ یزدجرد کے ہاں پہنچے تو اس نے انہیں گالیاں دیں اور انہیں ذلیل کیا اور بہمان بن خرہرمزان ذوالحاجب کو بارہ ہزار کا لشکر دیا اور درفش کا بیان (خاص جھنڈا جو گھوڑ سوار کے پاس ہوتا ہے) اس کے سپرد کیا جسے وہ باعث خیر و برکت تصور کرتے تھے۔ علاوہ ازیں اسلحہ کی بڑی مقدار دی اور اسلحہ کے ڈھیر لا کر دیئے اور سفید ہاتھی بھی دیا۔ ابوعبید ؓ کو جب ان کی روانگی کی اطلاع ملی تو انہوں نے فرات عبور کر کے پل توڑ دیا۔ ذوالحاجب نے آ کر قس الناطف میں پڑاؤ ڈالا۔ ابوعبیدہ ؓ اور اس کے درمیان دریائے فرات حائل تھا۔ اس نے ابوعبید ؓ کو پیغام بھیجا کہ آپ دریا عبور کرتے ہیں یا ہم عبور کر کے آئیں؟ ابوعبید ؓ نے

پیغام بھیجا کہ ہم عبور کر کے آپ کے ہاں پہنچیں گے۔ ابن صلوتا نے پل بنایا اور دریا عبور کرلیا۔ ایک تنگ مقام میں مقابلہ ہوا۔ رمضان المبارک سن ۱۳ھ کے آخری ایام تھے یا شوال المکرّم کی ابتداء تھی۔ بہرحال ذوالحاجب نے سفید ہاتھی دے کر آگے بڑھایا اور درفش کا بیان (خصوصی جھنڈا) بھی اس کے ساتھ تھا۔ شدید ترین جنگ ہوئی اور ابوعبیدؓ نے ہاتھی کے ماتھے پر کاری ضرب لگائی اور ابو محجن نے اس کی سونڈ پر مارا اور ابوعبیدؓ شہید ہوگئے۔ انہوں نے پہلے ہی کہہ رکھا تھا کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو جبیر بن ابی عبیدؓ کو امیر بنالینا۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو ابوالجبر بن ابی عبیدؓ کو امیر بنا دینا۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو حبیب بن ابی ربیعہ بن عمرو بن عمیرؓ کو امیر بنالینا۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو ابوقیس بن حبیب بن ابی ربیعہ بن عمرو بن عمیرؓ کو امیر بنالینا۔ اس کی شہادت کے بعد عبداللہ بن مسعود بن عمرو بن عمیرؓ امیر ہوں گے۔ یعنی ابوعبیدؓ کا بھائی۔ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جسے امیر بنایا گیا وہ عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔ جتنے بھی مذکورہ حضرات امیر تھے سب شہادت پاگئے تو مثنیٰ بن حارثہؓ نے جھنڈا سنبھالا اور مسلمانوں کا قتل عام شروع ہوگیا۔ لوگ پل کی جانب جانا شروع ہوگئے۔ مثنیٰ بن حارثہؓ، عروہ بن زیدؓ اور ربع کلع ضبیؓ اور عاصم بن عمرو اسیدیؓ اور عمرو بن صلت سلمیؓ نے ان کی حفاظت کی۔ یہاں تک کہ وہ پل تک پہنچ گئے۔ عبداللہ بن یزید خطمیؓ یا عبداللہ بن یزید ثقفیؓ پہلے پہنچ گیا تھا۔ اس نے پل توڑ دیا اور کہا دین پر قربان ہو جاؤ۔ لوگ فرات میں کود پڑے جس کی وجہ سے بہت سارے لوگ ڈوب گئے۔ مثنیٰ بن حارثہؓ نے پھر پل تیار کیا اور مسلمانوں نے دریا عبور کرلیا۔ اس روز اٹھارہ سو مسلمان شہید ہوئے۔ کہتے ہیں کہ ڈوبنے والوں اور معرکہ میں شہید ہونے والوں کی مجموعی تعداد چار ہزار تھی۔ مثنیٰ بن حارثہؓ مسلمانوں کو لے کر ہٹ گئے۔ تب حضرت عمر بن خطابؓ نے جریر بن عبداللہ بجلیؓ کو اس مہم کے لئے بھیجا۔ ولید بن ہشامؒ نے اپنے والد سے ایسے ہی نقل کیا ہے۔

ابوعبیدہؓ کہتے ہیں کہ علاء بن حضرمیؓ نے زارہ (یہ بحرین میں ایک چشمہ ہے) والوں کا محاصرہ کیا ہوا تھا کہ ابوبکر صدیقؓ کا انتقال ہوگیا۔ حضرت عمرؓ نے اسے بحال رکھا۔ زارہ کے مرزبان نے براء بن مالکؓ کو مقابلہ کی دعوت دی تو براءؓ نے اسے یک لخت قتل کر دیا۔ اس کے ہتھیار اور کمر بند کو اتار کر اپنے قبضہ میں لے لیا۔ جس کی قیمت کا تخمینہ تیس ہزار لگایا گیا ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے اسے مال غنیمت قرار دے کر اس سے خمس وصول کیا۔ ایک شخص دشمنوں میں سے علاء بن حضرمیؓ کی طرف نکل کر آیا اور پناہ مانگی، تو علاءؓ نے اسے پناہ دے دی۔ اس نے زارہ کے باشندگان تک پانی پہنچانے والے چشمہ کا پتہ بتلا دیا۔ حضرت علاءؓ نے باہر سے اس پر بند بنا کر سپلائی روک دی۔ آخر انہوں نے شہر اور اس کی مال و دولت (سونے چاندی) کا تیسرا حصہ دینے پر صلح کرلی۔

حضرت علاء بن حضرمیؓ نے غابہ (یہ بحرین میں ایک جگہ ہے) والوں پر بھی حملہ کیا۔ وہاں جو عجمی لوگ آباد تھے ان پر لوٹ مار کی اور انہیں قتل کیا اور اسی سن (۱۳ھ) میں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے (اپنی قیادت میں) لوگوں کو حج کرایا۔

۱۴ہجری کے واقعات …… فتح دمشق

حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ حضرت خالد بن ولیدؓ کی معیت میں دمشق گئے اور جاتے ہی اس کا محاصرہ کرلیا۔ اہل دمشق نے مصالحت کر کے جابیہ نامی دروازہ کھول دیا۔ حضرت خالدؓ کسی دوسرے دروازے سے حملہ آور ہوکر داخل ہوئے اور ابوعبیدہؓ نے صلح نامہ کی تکمیل کی۔ ولید بن ہشامؒ اپنے باپ سے نقل کرتے ہوئے بتلاتے ہیں کہ حضرت خالدؓ لوگوں پر کمانڈر مقرر ہوئے تو انہوں نے صلح کرلی۔ لیکن صلح کی تکمیل سے پہلے ہی انہیں عہدہ سے معزول کردیا گیا اور ابوعبیدہؓ کو گورنر بنادیا گیا۔ انہوں نے حضرت خالدؓ کے صلح نامہ کو برقرار رکھا اور حضرت خالدؓ کے تحریر کردہ صلح نامہ کی عبارت میں کوئی تبدیلی نہ کی۔ حضرت خالدؓ کی تحریر انہی کے نام سے موسوم ہو بہو ان کے پاس موجود تھی۔ لیکن یہ صحیح نہیں، اس لئے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے خلیفہ بنتے ہی حضرت خالدؓ کو معزول کر دیا تھا۔

حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں کہ ابوعبیدہؓ نے اس شرط پر مصالحت کی کہ ان کی عبادت گاہوں اور ان کے مکانات اور ان کے اشخاص وافراد کا نصف اس کا ہوگا اور انہیں ان کے میلوں ٹھیلوں سے نہیں روکا جائے گا اور نہ ہی ان کی کسی عبادت گاہ کو گرایا جائے گا۔ اہالیان شہر سے تو صلح کی یہ شرائط طے ہوئیں اور بقیہ سارا علاقہ جنگ کے ذریعے حاصل کیا۔ ابن کلبیؒ کہتے ہیں کہ مذکور مصالحت نصف رجب سن ۱۴ھ بروز اتوار کو قرار پائی جو ابوعبیدہ بن جراحؓ نے کی تھی۔ ابن اسحاقؒ فقط یہ کہتے ہیں کہ یہ صلح ماہ رجب میں ہوئی تھی اور ابن کلبیؒ یہ بھی کہتے ہیں کہ ۲۲ر ذی الحجہ سن ۱۴ھ بروز ہفتہ کو ملک شام کے علاقہ فحل میں جنگ ہوئی اور شدید جنگ کے بعد مسلمان ان پر غالب آگئے۔ تب انہوں نے ابوعبیدہؓ سے صلح کی درخواست کی جو منظور کرلی گئی اور صلح نامہ معرض تحریر میں لایا گیا۔

بکر بن عطیہؒ کہتے ہیں کہ ابوعبیدہؓ نے رجب، شعبان، رمضان اور شوال المکرم چار ماہ تک ان کا محاصرہ کئے رکھا اور ماہ ذیقعدہ میں صلح واقع ہوئی۔ ابن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ فحل کا معرکہ فتح دمشق سے قبل سن ۱۳ھ میں پیش آیا اور سن ۱۴ھ میں حمص اور بعلبک حضرت ابوعبیدہؓ کے دست حق پرست پر ماہ ذیقعدہ میں فتح ہوئے اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ سن ۱۵ھ میں وہ فتح ہوا۔

علی بن محمدؒ اپنے شیوخ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے بنوسعد بن بکر میں سے ایک شخص شریح بن عامر نامی بصرہ روانہ کر کے اسے فرمایا تو مسلمانوں کا معاون بن جا۔ چنانچہ وہ شخص اہواز گیا اور دارس نامی جگہ میں شہید ہوگیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے بنو مازن بن منصور میں سے عتبہ بن غزوانؓ کو ماہ ربیع الاوّل سن ۱۴ھ میں بھیجا۔ اس نے چند ماہ تک کوئی جنگ نہ لڑی تو پھر آپ نے عبدالرحمٰنؓ کو اس کام پر مقرر فرمایا۔ بعض حضرات عبداللہ بن سہل انصاریؓ کا نام بتلاتے ہیں۔ لیکن وہ بصرہ پہنچنے سے قبل ہی فوت ہوگئے۔ پھر حضرت عمرؓ نے بحرین میں حضرت علاء بن حضرمیؓ کو حکم لکھ بھیجا کہ تم عتبہؓ کے ہاں جاؤ! میں نے تجھے اس کی جگہ عامل مقرر کیا ہے۔ چنانچہ علاءؓ روانہ ہوئے اور ابھی بنوتمیم کی سرزمین میں بتیاس نامی مقام پر پہنچے ہی تھے کہ وہ بھی انتقال فرما گئے۔ لیکن (انتقال سے پہلے) عتبہؓ نے ابلہ، فرات اور ابرقباذ جنگ کر کے فتح کر لئے تھے اور میسان میں جو قیدی بنائے تھے، ان میں سے ابوالحسن بن ابوالحسن بصریؒ بھی تھے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ عتبہؓ کی سرکردگی میں مجاشع بن مسعودؓ نے فرات کو فتح کیا تھا۔ جب کہ بعض کا کہنا ہے کہ میسان، دست میسان، ابرقباذ اور دجلہ کے دونوں اطراف عتبہؓ بن غزوان کی زیر قیادت مغیرہ بن شعبہؓ نے فتح کئے تھے۔

قتادہؒ کہتے ہیں کہ دجلہ کی جنگ کے لئے حضرت عمرؓ نے عتبہ بن غزوانؓ کو روانہ فرمایا تھا۔ خالد بن عمیر عدویؓ کہتے ہیں کہ ہم نے عتبہؓ کی سرپرستی میں ابلہ کی جنگ لڑی اور اسے فتح کیا۔ پھر ہم نے فرات کو بھی عبور کرلیا۔

قطبہ بن قتادہ سدوسیؓ کہتے ہیں کہ ہم نے خالد بن ولیدؓ کی قیادت وسیادت میں ابلہ کی جنگ لڑی اور اسے فتح کیا۔ لیکن یہ درست نہیں۔ حقیقت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں حضرت خالدؓ بصرہ سے (فاتحانہ طور پر) گزرے تھے اور میسان سے جو لوگ قیدی بن کر آئے تھے ان میں عبداللہ بن عون کے دادا ارطبان بھی تھے۔ ارطبان کہتے ہیں کہ میں میسان کے گرجا گھر میں خادم تھا۔ قید ہونے کے بعد عبداللہ بن ذرہ مزنی کے حصہ میں آیا۔

شعبیؒ کہتے ہیں کہ شیرویہ کی بہن طماہیج بنت کسریٰ نے عتبہ بن غزوان سے میسان کے معاملہ میں صلح کر لی اور کہتے ہیں کہ نہر سے لے کر بڑے پل تک کا علاقہ دے کر ابن غزوان سے مصالحت کے لئے بام ازدان کو نہرہ مہرہ کی حاکمہ نے بھیجا کہ جاؤ اور مصالحت کرآؤ۔ چنانچہ اس پر مصالحت ہوگئی۔

نعیم بن قیسؓ کا بیان ہے کہ ہم عتبہ بن غزوانؓ کے ہمراہ ہی تھے۔ جب خشکی کا علاقہ ختم ہوگیا اور سرکنڈوں کے جھنڈ آگئے تو انہوں نے کہا: یہ عرب کا علاقہ نہیں ہے۔ بالآخر انہوں نے خریبہ میں قیام

کیا۔ خالد بن عمیر عدوی ؒ کہتے ہیں کہ عتبہ بن غزوان ؓ جب مربد سے گزر گیا اور سخت پتھر آ گئے تو انہوں نے کہا: لو! بصرہ آ گیا ہے۔ اللہ کا نام لے کر اترو۔

قبیصہ ؒ کہتے ہیں کہ عتبہ بن غزوان ؓ کے ہمراہ خریبہ میں، میں بھی تھا۔ حسن ؒ کہتے ہیں کہ عتبہ بن غزوان ؓ نے جب ابلہ فتح کیا تو جہاں ان کی مسجد ابلہ ہے وہاں ستر مسلمانوں نے شہادت کا جام نوش کیا۔ پھر فرات عبور کر کے اسے بزور شمشیر فتح کر لیا۔

حضرت ابوہریرہ ؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابلہ کی مسجد عشار سے شہداء کا حشر ہوگا اور (قیامت کے دن) شہداء بدر کے برابر (ثواب میں) ان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوگا۔ وہاں عتبہ بن غزوان ؓ نے محجن بن ادرع کو مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ چنانچہ اسے سرکنڈوں سے تعمیر کیا۔ پھر عتبہ ؓ حج کے لئے روانہ ہوگیا اور مجاشع بن مسعود ؓ کو اپنا قائم مقام کر کے اسے حکم دیا کہ فرات جاؤ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کو فرمایا: جب تک وہ واپس نہ آئیں لوگوں کو تم نے نماز پڑھانی اور امامت کرنی ہوگی۔ اہل میسان نے حضرت مغیرہ ؓ پر حملہ کرنے کے لئے اہل ابرقباذ کے پہلوانوں کا عظیم لشکر جمع کیا۔ چنانچہ حضرت مغیرہ ؓ ان پر غالب آ گئے اور حضرت عمر ؓ کو فتح کی اطلاع لکھ بھیجی۔ (اطلاع پاکر) حضرت عمر ؓ نے عتبہ ؓ کو روانگی کا اور اپنی ذمہ داری سنبھالنے کا حکم دیا۔ لیکن روانگی سے پہلے ہی ان کا انتقال ہوگیا۔ بعد ازاں حضرت عمر ؓ نے حضرت مغیرہ ؓ کو ہی بصرہ کا والی مقرر فرما دیا۔

اسی سال (۱۴ھ میں) حضرت عمر ؓ جریر بن عبداللہ بجلی ؓ کو سواد پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ جب کہ اس وقت سواد کی ایک جانب مثنی بن حارثہ ؓ بھی غارت کر رہے تھے۔ جریر ؓ کا مہران سے مقابلہ ہوگیا جسے انہوں نے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ماہ صفر سن ۱۴ھ کا ہے۔ حضرت جریر ؓ اور مثنی بن حارثہ ؓ میں امارت پر کشمکش ہوگئی تو حضرت عمر ؓ نے سعد بن مالک ؓ کو بھیج کر (دونوں کے لئے) حکم تحریر فرمایا کہ تم (دونوں) اس کی بات سنو اور فرمانبرداری کرو۔ چنانچہ دونوں نے اس کی بات سنی اور فرمانبردار ہوگئے۔

دیگر واقعات

اسی سن ۱۴ھ میں مثنی بن حارثہ ؓ کا انتقال ہوگیا۔ اسی سن میں حضرت عمر ؓ نے رمضان المبارک میں باجماعت تراویح کا حکم جاری فرمایا۔ اسی سال حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ؓن کو لے جا کر حج کرایا۔ اسی سال سیدنا حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے والد گرامی ابوقحافہ عثمان بن عمرو کا انتقال ہوا اور سن ۱۴ھ کا حج حضرت عمر بن خطاب ؓ کی سربراہی میں ادا کیا گیا۔

ضروری نوٹ: تاریخ خلیفہ بن خیاط ؒ کا ترجمہ حضرت مولانا انیس احمد مظاہری نے کیا ہے جو عنقریب لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔ اس لئے اسی قسط پر بقیہ ترجمہ کے عمل کو ہم بند کر رہے ہیں۔ ادارہ!

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور خوف آخرت

حافظ خلیل الرحمٰن راشدی: سیالکوٹ

امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، سلیمان بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد مسند آرائے خلافت ہوئے۔ اس سے قبل آپ مدینہ منورہ کے گورنر رہ چکے تھے۔ گویا آئین جہاں بانی سے بخوبی واقف وآشنا تھے۔ یہ ماں کی طرف سے فاروقی اور باپ کی طرف سے اموی تھے۔ نہایت نازونعم میں پرورش پائی تھی۔ لیکن حکومت کے باردوش کے بعد شاہی، فقیری میں تبدیل ہوگئی۔ شہزادے تو تھے ہی لیکن اس کے ساتھ بڑے نفاست پسند بھی تھے۔ ایک بار جو لباس پہنتے اس کو دوبارہ استعمال نہ کرتے۔ مدینہ طیبہ کی گورنری پر مامور ہوئے تو تیس اونٹوں پر ان کا ذاتی سامان لدا ہوا تھا۔ ایک بار خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر میں تھے۔ کچھ ساتھیوں کے سامان پیچھے رہ گئے۔ اس وجہ سے شاہی سواری پیچھے ٹھہر گئی۔ جن کے سامان روانہ ہو چکے تھے وہ آرہے تھے۔ لیکن جن کے سامان روانہ نہ ہوئے تھے ان کے پاس کوئی سامان نہیں تھا۔ بس اتنی سی بات پر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو آخرت یاد آگئی۔ آپ فرط تاثر سے رو پڑے۔ خلیفہ عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ نے رونے کا سبب پوچھا۔ فرمایا: ''کل قیامت کے دن بھی ایسا ہی ہوگا۔ جس نے یہاں سے کچھ بھیجا ہوگا۔ اسے تو وہاں ملے گا اور جس نے نہ بھیجا ہوگا وہ محروم رہے گا۔''

بس اسی فکر نے دل کی دنیا تبدیل کردی اور پھر موت تک آخرت کی یاد سامنے رہی۔ قرآن حکیم نے اسی لئے کہا ہے: ''یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون'' ﴿اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھتا رہے کہ کل (قیامت کے دن) کے لئے اس نے کیا سامان (آگے) بھیجا ہے۔ (پھر سن لو!) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اس کی خبر رکھتا ہے۔﴾

چونکہ دل کی دنیا تبدیل ہو چکی تھی۔ لہٰذا خلافت کی ذمہ داری اٹھانے کے بعد لوگوں کو مسجد میں جمع کر کے خطبہ دیا۔ فرمایا: ''لوگو! بغیر اس کے کہ مجھ سے رائے طلب کی جاتی یا میں اس کا طالب ہوتا یا عام مسلمانوں سے مشورہ لیا جاتا، مجھ پر خلافت کا بار ڈال دیا گیا۔ لہٰذا تمہاری گردنوں میں میری بیعت کا جو قلادہ ہے، اسے میں خود تمہاری گردنوں سے نکال دیتا ہوں۔ تم جسے چاہو اسے اپنا خلیفہ بنالو۔''

جب خلیفۂ وقت خود اپنی طرف سے ایسی پیش کش کردے تو لوگ ایسے حکمران کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ ہر طرف سے آوازیں بلند ہوئیں۔ ہم نے آپ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ ہم آپ کی خلافت سے راضی

ہیں۔ جب سب لوگوں نے آپ کی خلافت کی توثیق کر دی تو آپ نے پھر لوگوں کو تقویٰ، موت کی یاد اور آخرت کی فکر کی طرف متوجہ کیا۔ اس کے بعد فرمایا: ’’لوگو! جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اس کی اطاعت واجب ہے اور جو شخص اس کی نافرمانی کرے اس کی فرمانبرداری جائز نہیں۔ میں بھی جب تک خدا کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو اور اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت اور فرمانبرداری واجب نہیں ہے۔‘‘

اسی مضمون کے خطبات سیدنا فاروق اعظمؓ اور سیدنا صدیق اکبرؓ نے خلافت کا بار اٹھانے کے بعد دیئے تھے۔ بار خلافت اٹھانے کے بعد تو فکر آخرت اور زیادہ ہوگئی۔ چنانچہ ایک بار اپنے فوجی افسر سلیمان کو لکھا: ’’خدا سے سب سے زیادہ اس شخص کو ڈرنا چاہئے جو ایسی مصیبت میں مبتلا ہو۔ جس میں میں مبتلا ہوں۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو خدا کے ہاں مجھ سے زیادہ مستحق عذاب اور ذلیل کوئی نہیں۔ میں اپنی اس حالت سے سخت فکر مند ہوں اور مجھے اندیشہ ہے کہ یہی فکر میری ہلاکت کا سبب نہ بن جائے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم جہاد پر جانے والے ہو۔ میرے بھائی! صف جنگ میں کھڑے ہونا تو خدا سے دعا کرنا کہ حق تعالیٰ شانہ مجھے شہادت عطاء فرمائیں۔ کیونکہ مجھے سخت حالت اور عظیم خطرہ درپیش ہے۔‘‘

ان کی اہلیہ فاطمہ بیان کرتی ہیں کہ جو خود ایک خلیفہ کی بیٹی تھیں کہ آپ رات کی تنہائیوں میں رویا کرتے۔ میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو پہلے تو آپ نے ٹالنے کی پوری کوشش کی۔ لیکن جب میں نے اصرار کیا، تو فرمایا: ’’فاطمہ! میں اس امت کے ہر چھوٹے بڑے کا ذمہ دار ہوں اور ملک بھر میں بے کس، غریب محتاج اور فقیر و نادار پھیلے ہوئے ہیں۔ قیامت کے دن ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ دعویٰ کریں گے۔ اگر میں خدا اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے کوئی عذر پیش نہ کرسکا تو انجام کیا ہوگا۔ اسی خوف سے مجھ پر گریہ طاری ہو جاتا اور میں راتوں کو اٹھ کر روتا ہوں۔‘‘

ایک روز آپ کو خلافت سے پہلے کا اطمینان و فراغت کا زمانہ یاد آ گیا۔ اہلیہ سے فرمایا: ’’ہمارا گزشتہ زمانہ کتنا راحت بخش اور خوش آئند تھا۔‘‘

اہلیہ نے کہا: ’’آج تو آپ کو اس زمانہ سے کہیں زیادہ اقتدار و اختیار حاصل ہے۔ اس وقت آپ صرف ایک صوبہ کے حاکم تھے اور آج پوری مملکت اسلامیہ آپ کے زیر اقتدار ہے۔ کوئی شخص روک ٹوک کرنے والا نہیں۔‘‘ اہلیہ کے منہ سے یہ الفاظ سن کر آپ نے بڑے درد بھرے لہجے میں فرمایا: ’’فاطمہ! تم صرف یہ دیکھ رہی ہو کہ میں ساری سلطنت کا فرمانروا ہوں۔ ذرا اس ذمہ داری کا بھی خیال کرو۔ جو اس فرمانروائی کی وجہ سے مجھ پر آن پڑی ہے۔ میں روز جزا کے خوف سے لرزہ براندام رہتا ہوں۔‘‘

’’انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم‘‘ ﴿اگر میں اپنے رب کی نافرمانی

کروں تو (اس کی پاداش میں) ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔﴾

اس جواب میں ایسا درد اور سوز تھا کہ فاطمہ بھی بے اختیار رو پڑیں اور خدا سے دعا کرنے لگیں کہ اے اللہ! ان کو جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھیو۔ قرآن حکیم کی تلاوت اور نماز کے وقت بھی آخرت کے خوف سے آپ کا دل معمور اور لرزاں وترساں رہتا تھا بلکہ بتانے والے بتاتے ہیں کہ موت اور آخرت کے ذکر سے آپ اس طرح روتے جیسے کوئی جنازہ سامنے رکھا ہو۔

ایک مرتبہ اپنے ایک ساتھی سے قبر کے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''اگر تم مردے کو تین دن کے بعد قبر میں دیکھو تو انس ومحبت کے باوجود اس کے پاس جاتے ہوئے ڈرو۔ تم قبر کو ایک ایسا گھر دیکھو گے جس میں خوش وضعی، خوش لباسی اور خوشبو کے بعد کیڑے رینگ رہے ہیں۔ پیپ بہہ رہی ہے اور اس میں کیڑے تیر رہے ہیں۔ بدبو پھیل رہی ہے۔ کفن بوسیدہ ہو چکا ہے۔'' یہ کہتے کہتے آپ کی ہچکی بندھ گئی اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ان کی اہلیہ نے پانی چھڑکا تو ہوش میں آئے۔

ہم بھی روز تلاوت قرآن کرتے ہیں۔ لیکن ہم پر اس کی تلاوت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ آپ تلاوت کرتے تو ان آیات پر جن میں قیامت کا ذکر ہے، پڑھ کر تڑپ اٹھتے۔ چنانچہ ایک بار گھر والوں نے دیکھا کہ ان کی اہلیہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی ہیں۔ بھائیوں نے رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ رات میں نے امیرالمؤمنین کو بڑی دل گداز حالت میں دیکھا۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب انہوں نے یہ آیت پڑھی کہ: ''یوم یکون الناس کالفراش المبثوث. وتکون الجبال کالعہن المنفوش'' ﴿جس دن انسان پراگندہ پتنگوں کی طرح ہو جائیں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے۔﴾ تو چیخے، پھر اچھلے اور اچھل کر اس طرح گرے کہ معلوم ہوا کہ دم توڑ رہے ہیں۔ پھر ایسے ساکن وساکت ہوئے۔ میں نے سمجھا کہ دم نکل گیا۔ ہوش میں آئے تو پھر نعرہ مارا۔ پھر اچھلے اور تمام گھر میں پھر پھر کر کہنے لگے۔ ''ہائے وہ دن جس دن انسان پراگندہ پتنگوں کی طرح اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے۔'' پھر گرے اور ایسی حالت ہوگئی کہ میں نے سمجھا کہ کام تمام ہوگیا۔ یہاں تک کہ مؤذن نے فجر کی اذان دی تو ہوش میں آئے۔

مرض الموت میں بھی خوف آخرت دامنگیر رہا۔ مرض الموت میں مورخین نے لکھا ہے کہ عجیب کیفیت تھی۔ جس کو الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جاسکتا۔

خلیفہ سلیمان بن عبدالملک ؒ نے آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا تو آپ کے بعد یزید بن عبدالملک کو خلیفہ نامزد کر دیا تھا۔ اس لئے جب آپ کو زندگی کی امید باقی نہ رہی تو اسے بلا کر ایک وصیت نامہ تحریر فرمایا۔ جس میں لکھا:

''میں یہ وصیت نامہ اس حالت میں لکھ رہا ہوں کہ مرض سے لاغر ہو گیا ہوں۔ تم کو معلوم ہے کہ خلافت

کے بارہ میں خدا مجھ سے سوال کرے گا اور اس کا حساب لے گا اور میں اس سے کسی کام کو چھپا نہ سکوں گا۔
اگر خدا مجھ سے راضی ہوگیا تو میرے لئے کامیابی وکامرانی ہے۔ مجھے ایک طویل اور دردناک عذاب سے نجات مل جائے گی اور اگر خدا مجھ سے ناراض ہوا تو میرے انجام پر افسوس ہے۔ میں اس خدا سے جس کے سوا اور کوئی خدا نہیں، دعا کرتا ہوں کہ مجھے اپنی رحمت سے جہنم کے عذاب سے نجات دے اور اپنی رضامندی سے جنت عطاء فرمائے۔ تم کو تقویٰ اختیار کرنا چاہئے اور رعایا کا خیال رکھنا چاہئے۔ کیونکہ میرے بعد تم بھی صرف تھوڑے ہی دن زندہ رہو گے۔ تم کو اس سے احتراز کرنا چاہئے کہ تم سے غفلت میں ایسی لغزش سرزد ہو جس کی تلافی نہ کرسکو۔''
آپ کی اہلیہ وفات کے سلسلہ میں یوں بیان کرتی ہیں کہ میں نے آپ سے کہا: ''آپ سوئے نہیں ہیں۔ میں آپ کے پاس سے ہٹ جاؤں شاید آپ کو نیند آ جائے۔ یہ کہہ کر وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ وہاں سے میں نے سنا کہ آپ بار بار اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے۔''تلک الدار الآخرة نجعلها للذین لا یریدون علواً فی الارض ولا فساداً والعاقبة للمتقین''﴿یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لئے بناتے ہیں جو زمین میں نہ تو تفوق چاہتے ہیں اور نہ فساد کرتے ہیں اور عاقبت صرف پرہیزگاروں کے لئے ہے۔﴾
اس کے بعد آپ نے گردن جھکالی اور کافی دیر تک کسی قسم کی حرکت دیکھنے میں نہ آئی۔ فرماتی ہیں کہ میں نے تیماردار خادم سے کہا۔ جاکر دیکھو آپ کا کیا حال ہے؟ خادم آپ کو دیکھتے ہی چیخ اٹھا۔ فاطمہ نے قریب جاکر دیکھا تو اللہ کا یہ محبوب بندہ جو ہر وقت اپنے دل میں آخرت کا خوف رکھتا تھا۔ آخرت کو کوچ کرگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!
اس آفتاب کے غروب ہونے کے بعد امت مسلمہ میں بڑے چھوٹے ستارے تو نمودار ہوتے رہے۔ لیکن پھر ایسا آفتاب طلوع نہ ہوا۔ محمد بن معبد کا بیان ہے کہ میں شاہ روم کے پاس گیا تو وہ نہایت مغموم حالت میں بیٹھا تھا۔ میں نے اس کی حالت دریافت کی۔ بولا تم کو معلوم نہیں مرد صالح کا انتقال ہوگیا۔ میں نے پوچھا وہ کون؟ اس نے کہا: عمر بن عبدالعزیزؒ۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اگر کوئی مردے کو زندہ کرسکتا تو وہ عمر بن عبدالعزیزؒ ہی ہوتے۔ مجھے اس راہب کی حالت پر کوئی تعجب نہیں۔ جس نے دنیا کی طرف سے اپنا دروازہ بند کرلیا ہو اور عبادت میں اپنے کو محو رکھتا ہو۔ مجھے اس شخص کی حالت پر تعجب ہے۔ جس کے قدموں کے نیچے دنیا تھی اور اس نے اس کو پائمال کر کے راہبانہ زندگی بسر کی۔
موجودہ دور میں ہے کوئی عوامی حکومت کا ایسا عوامی نمائندہ جو حکومت کو اللہ کی امانت سمجھ کر چلائے اور یوم آخرت کی جواب دہی کی اسے فکر ہو؟۔

تحقیقی جائزہ......کیا صحابہ کرامؓ کا اجماع وفات عیسیٰ پر تھا؟

مولانا عبدالحکیم نعمانی

قادیانی حضرات اکثر یہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے موقع پر تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع وفات عیسیٰ علیہ السلام پر ہوگیا تھا۔ یہ عقیدہ قادیانی احباب نے یقیناً مرزا غلام قادیانی سے لیا ہے جنہوں نے اکثر اپنی تحریروں میں بڑا زور لگا کر اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ کے وصال کے موقع پر اجماع کر چکے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوچکی۔ آیئے! دیکھتے ہیں کہ اس کھوکھلے دعویٰ کی حقیقت کیا ہے۔

پہلے ہم مرزا قادیانی کی عبارات سے ہی ان کے دعویٰ کا پوسٹ مارٹم کرتے ہیں۔ اس کے بعد صحابہ کرامؓ کا عقیدہ دیکھیں گے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد جب صحابہ کرامؓ میں کہرام مچ گیا اور حضرت عمرؓ نے تلوار اٹھالی کہ جو کہے گا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوگئے تو میں تلوار سے اس کا سر اتار دوں گا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے خطبہ دیا: جس کے الفاظ مرزا قادیانی نے بخاری شریف کے حوالہ سے یوں نقل کئے ہیں: ’’جو شخص تم میں سے محمد ﷺ کی پرستش کرتا ہے اس کو معلوم ہو کہ محمد ﷺ فوت ہوگئے اور جو تم میں سے خدا کی عبادت کرتا ہے تو اس کو معلوم ہو کہ خدا زندہ ہے جو نہیں مرے گا اور آنحضرت ﷺ کی موت پر دلیل یہ ہے کہ خدا نے فرمایا کہ محمد ﷺ صرف ایک رسول ہے اور اس سے پہلے تمام رسول اس دنیا سے گزر چکے۔ یعنی مر چکے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ نے الشاکرین تک یہ آیت پڑھ کر سنائی۔‘‘ (تحفہ غزنویہ ص۴۷، خزائن ج۱۵ ص۵۷۹)

مرزا قادیانی نے یہاں دانستہ یا نادانستہ طور پر ایک خیانت کی ہے۔ پہلی تو یہ کہ ’’قد خلت من قبله الرسل ‘‘ کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ: ان سے پہلے تمام رسول فوت ہوچکے۔ جبکہ آیت میں کسی لفظ کا معنی یہ نہیں بنتا۔ دوسرا یہ کہ مرزا قادیانی نے اس واقعہ کو کئی مقامات پر نقل کیا ہے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے جو پہلی آیت پڑھی تھی۔ اس کا ذکر تک نہیں کیا جس کا ذکر صحیح بخاری کی حدیث میں موجود ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں: ’’ابوبکرؓ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی۔ پھر فرمایا: لوگو! دیکھو! اگر کوئی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ ان (آپ ﷺ) کی وفات ہوچکی اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے۔ اس کو موت کبھی نہ آئے گی۔‘‘ پھر آپ نے پہلی آیت یہ پڑھی جس کا مرزا قادیانی نے ذکر نہیں کیا: ’’انك میت و انهم میتون: الزمر: ۳۰ ‘‘(اے پیغمبر!) بیشک آپ کو بھی وصال فرمانا ہے اور ان کو بھی موت آنی ہے۔ (بخاری: حدیث ۳۶۶۸)‘‘

اس کے بعد قد خلت والی آیت پڑھی جس کا ذکر مرزا قادیانی نے کیا۔ چونکہ اس آیت سے واضح ہوتا تھا کہ ابوبکرؓ کا استدلال صرف نبی کریم ﷺ کی وفات ثابت کرتا تھا۔ اس لئے شاید مرزا قادیانی نے اس کا ذکر مناسب نہ سمجھا۔ اس خطبہ کے ابتدائی الفاظ اور دونوں آیات کو اگر دیکھا جائے تو بالکل واضح ہے کہ ابوبکرؓ نے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر تک نہیں کیا۔ بلکہ صرف نبی کریم ﷺ کا وصال ثابت کر رہے تھے۔

آگے چلتے ہیں مرزا قادیانی کی طرف: ’’اس جگہ قسطلانی شرح بخاری میں یہ عبارت ہے: یعنی عمرؓ لوگوں سے باتیں کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ فوت نہیں ہوئے اور جب تک منافقوں کو قتل نہ کرلیں۔ فوت نہیں ہوں گے۔‘‘ (تحفہ غزنویہ ص۴۷،۴۸، خزائن ج۱۵ ص۵۸۰)

آگے مرزا قادیانی نے ملل ونحل کی عبارت نقل کی ہے۔ لکھتے ہیں: ’’جو شخص یہ کہے گا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوگئے تو میں اپنی تلوار سے اس کی گردن اتار دوں گا۔ بلکہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم اٹھائے گئے اور ابوبکر نے کہا جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا ہے۔ تو وہ ضرور فوت ہوگئے اور جو شخص محمد ﷺ کے خدا کی عبادت کرتا ہے تو وہ زندہ ہے۔ نہیں مرے گا۔ (یعنی ایک خدا ہی میں یہ صفت ہے کہ وہ ہمیشہ زندہ ہے اور باقی تمام نوع انسان وحیوان اس سے قبل ہی مرجاتے ہیں کہ ان کی نسبت خلود کا گمان ہو) اور پھر حضرت ابوبکر نے یہ آیت پڑھی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ محمد (ﷺ) رسول ہیں اور سب رسول دنیا سے گزر گئے۔ کیا اگر وہ فوت ہوگئے یا قتل کئے گئے تو تم مرتد ہو جاؤ گے۔ تب لوگوں نے اس آیت کو سن کر اپنے خیالات سے رجوع کرلیا۔‘‘ (تحفہ غزنویہ ص۴۹،۵۰، خزائن ج۱۵ ص۵۸۱،۵۸۲)

قارئین! آپ خود غور کریں کہ مرزا قادیانی وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت کرنے کے لئے کس قدر ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہا ہے اور بالکل تقویٰ اور خوف خدا ترک کر چکا ہے۔ اس کو ثابت کرتے ہوئے عبارت کا جو حصہ میں نے بریکٹس میں لگایا ہے۔ الملل والنحل کی عبارت جو مرزا قادیانی نے پہلے عربی میں نقل کی۔ اس میں موجود نہیں۔ لیکن مرزا قادیانی نے ترجمہ میں اسے بھی شامل کیا اور ترجمہ کا حصہ بنادیا۔ جو یہ ہے: ’’یعنی ایک خدا ہی میں صفت ہے کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ باقی انسان پہلے اس سے مرجاتے ہیں کہ ان کی نسبت خلود کا گمان ہو۔‘‘ یہ کن الفاظ کا ترجمہ ہے جو عربی عبارت مرزا قادیانی نے نقل کی۔ اس کا حصہ قطعاً نہیں۔ طوالت کی وجہ سے عربی عبارت نقل نہیں کی۔ لیکن کوئی بھی شخص دیکھ سکتا ہے۔ حوالہ اوپر درج ہے:

اب ان دو عبارات سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ قسطلانی شرح بخاری کی عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عمرؓ کا یہ گمان تھا کہ نبی کریم ﷺ کا اپنی وفات سے پہلے تمام منافقین کو قتل کرنا ضروری ہے۔ جب تک قتل نہ کرلیں تب تک ان کا فوت ہونا محال ہے۔ یہ وجہ تھی کہ وہ آپ ﷺ کی وفات تسلیم نہیں کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ وہ واپس آجائیں گے (اور منافقین کو قتل کریں گے جیسے عیسیٰ علیہ السلام یہود کو قتل کریں گے)

ورنہ ان کے اس جملہ کا کیا مطلب کہ: ”آنحضرت ﷺ فوت نہیں ہوئے اور جب تک منافقین کو قتل نہ کرلیں فوت نہیں ہوں گے۔“ (تحفہ غزنویہ ص۴۸، خزائن ج۱۵ ص۵۸۰)

دوسری بات جو مرزا قادیانی نے ملل ونحل سے نقل کی ہے کہ: ”آپ اسی طرح سے آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں جس طرح سے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اٹھا لئے گئے۔“ ان کے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ حضرت عمرؓ جیسے جید صحابی رسول نے یہ عقیدہ کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر چلے گئے۔ کہاں سے لیا جو مرزا قادیانی کے نزدیک ایک شرکیہ عقیدہ ہے؟ اور مرزا قادیانی نے انہیں صفحات پر یہ بھی لکھا ہے کہ عمرؓ سمیت کئی صحابہ اس غلط عقیدہ میں مبتلا تھے۔ تو سوال یہ ہے کہ یہ عقیدہ صحابہ کرامؓ میں کہاں سے آیا؟ اگر کہو کہ اہل کتاب سے بعض صحابہ مسلمان ہوئے اور وہیں سے یہ عقیدہ بھی ساتھ آیا تو حضرت عمرؓ تو اہل کتاب سے مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ پھر انہوں نے یہ عقیدہ کہاں سے لیا؟ اگر کوئی کہے کہ وہ کتب سابقہ پڑھتے تھے تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ معروف حدیث ہے کہ انہوں نے تورات کی تلاوت کی محض اجازت چاہی تھی جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے ان پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور آپ نے گھٹنوں کے بل گر کر آپ ﷺ سے معافی مانگی۔

صاف سی بات ہے کہ یہ عقیدہ انہوں نے قرآن اور نبی کریم ﷺ کے فرامین سے ہی لیا تھا جو نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی خبر دیتے ہیں:

ہم مزید تفصیل میں جانے سے پہلے خطبہ صدیقی پر ایک نظر دوبارہ ڈال لیتے ہیں۔ مختصر یہ کہ خطبہ صدیقی کے ابتدائی الفاظ یہ تھے کہ: ”تم میں سے جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو وہ وفات پاچکے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو وہ زندہ ہے۔ اسے کبھی موت نہ آئے گی۔ اس کے بعد انہوں نے سورہ الزمر کی آیت پڑھی: ”انک میت و انھم میتون: الزمر: ۳۰“ ترجمہ: ”(اے محبوب ﷺ!) آپ نے بھی وصال فرمانا ہے اور ان کو بھی موت آنی ہے۔“

ظاہری بات ہے کہ یہ آیت محض نبی کریم ﷺ کی خبر دیتی ہے نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی۔ اس کے بعد انہوں نے قد خلت والی آیت آخر تک پڑھی کہ اگر یہ نبی فوت ہوجائیں تو کیا تم لوگ اپنے ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔ پورے خطبہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر تک نہیں کیا۔

اب دیکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اس آیت سے کیا سمجھا۔ آپ نے فرمایا کہ: ”اس آیت کو سننے کے بعد میری یہ حالت ہوگئی کہ میرے جسم کو میرے پیر اٹھا نہیں سکتے تھے اور میں زمین پر گرا جاتا ہوں۔“

(تحفہ غزنویہ ص۵۰، خزائن ج۱۵ ص۵۸۳)

مرزا قادیانی مزید لکھتا ہے کہ: ”لیکن حضرت عمرؓ کو اس آیت کا اس وقت تک علم نہیں تھا اور دوسرے بعض صحابہ بھی اسی غلط خیال میں مبتلا تھے اور اس سہو ونسیان میں گرفتار تھے۔“

(تحفہ غزنویہ ص۴۹، خزائن ج۱۵ ص۵۸۲ بقیہ حاشیہ)

ہم مان لیتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو اس وقت تک علم نہیں تھا اس آیت کا اور اس بات کو انہوں نے تسلیم بھی کیا کہ مجھے یوں لگا کہ جیسے یہ آیت ابھی نازل ہوئی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک کیا اسی ایک آیت سے وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہوتی ہے؟ بلکہ قادیانی حضرات کے نزدیک تو ۳۰ سے زائد آیات ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرتی ہیں۔ پھر اس ایک آیت کا علم نہ ہونے سے کیا فرق پڑ سکتا تھا؟ کیا ان کو: ”اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک“ آیت بھی نہ معلوم تھی اور نہ ہی: ”فلما توفیتنی“ والی آیت کا علم تھا اور نہ ہی ان سمیت باقی ۲۹ آیات کا علم تھا۔ جن میں واضح طور پر قادیانیوں کے بقول وفات عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے؟ یہ بات عقلاً محال ہے۔ پھر حضرت عمرؓ مرزا قادیانی کے نزدیک محدث تھے۔ جبکہ مرزا قادیانی کی تعریف کے مطابق محدث وہ لوگ ہوتے ہیں جن سے اللہ ہم کلام ہوتا ہے۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت عمرؓ سب سے زیادہ قرب نبوی ﷺ ہونے کے باوجود اور اللہ سے مخاطب رہنے کے باوجود بھی ایک شرکیہ عقیدہ پر قائم رہے ہوں۔ یہ بھی ایک سوال ہے کہ ابوبکرؓ نے بھی اگر وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت کرنا ہوتی تو ان آیات میں سے کوئی پڑھتے جن میں قادیانی حضرات کے نزدیک واضح طور پر عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے۔

مرزا قادیانی نے مزید ایک شعر نقل کیا جو کہ صحابی رسول حضرت حسان ابن ثابتؓ نے آپ کے وصال کے موقع پر پڑھا:

كنت السواد لناظری فعمی علیك الناظر
من شاء بعدك فلیمت فعلیك كنت احاذر

یعنی تو میری آنکھ کی پتلی تھا۔ پس میری نظریں تو تیرے مرنے سے اندھی ہوگئیں۔ اب میں تیرے بعد کسی کی زندگی کو کیا کروں۔ عیسیٰ مرے یا موسیٰ مرے بے شک مر جائیں مجھے تو تیرا ہی غم تھا۔

(تحفہ غزنویہ ص۵۰، خزائن ج۱۵ ص۵۸۳)

قارئین کرام دیکھ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کس قدر زور لگا کر اور خیانت کی تمام حدیں پار کر کے صحابہ کرامؓ کا عقیدہ وفات عیسیٰ علیہ السلام کا ثابت کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ اشعار میں عیسیٰ وموسیٰ علیہما السلام کا ذکر تک نہیں اور بعدك فلیمت کے الفاظ ہیں کہ: ”جو چاہے آپ کے بعد فوت ہو مجھے پرواہ نہیں۔“ لیکن مرزا قادیانی نے یہاں بھی اپنی طرف سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ڈال لیا۔ جاری ہے!

مرزا غلام احمد قادیانی کے کارنامے

نور محمد قریشی ایڈووکیٹ

اگر مرزا غلام احمد قادیانی سے قبل کسی نے نبی اکرم ﷺ کی اس قدر پیروی کی ہوتی تو وہ بھی نبوت کا حقدار ہو جاتا۔ اس معاملہ میں تو معاذ اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (جن سے اللہ راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے) بھی پھسڈی رہ گئے۔ وہ بھی اس قدر نبی اکرم ﷺ کی اطاعت نہ کر سکے کہ نبوت حاصل کر سکتے۔ وہ بھی نبی اکرم ﷺ کی اس طرح شاگردی نہ کر سکے۔ جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے کی۔ چنانچہ صاحبزادہ بشیر الدین محمود اپنے باپ کا ایک الہام نقل کر کے لکھتے ہیں: ''سب کی سب برکات آنحضرت ﷺ سے ہیں۔ پس بابرکت ہے استاد بھی اور شاگرد بھی اس الہام میں اپنے اصل مضمون کی طرف اشارہ کے علاوہ اس طرف بھی اشارہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کو جو کچھ ملا آنحضرت ﷺ کی شاگردی سے ملا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بلاواسطہ نبوت پانے والے نہ تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنحضرت ﷺ کا شاگرد قرار دیا ہے۔'' (حقیقت النبوۃ ص ۹۰)

اب ہم مطالعہ کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی اکرم ﷺ کی کیا اور کس طرح کی شاگردی کی ہے اور کیا کیا سبق پڑھے ہیں:

(۱)...... نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ ترمذی میں اس طرح رپورٹ ہوئی ہے:

''حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسی چیز بیچنے سے منع فرمایا ہے جو میرے پاس موجود نہیں۔'' ترمذی کی ایک اور روایت جو ابوداؤد اور نسائی میں بھی ہے، اس طرح ہے: ''حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) ایک شخص مجھ سے کچھ خریدنے کا ارادہ کرتا ہے۔ وہ میرے پاس موجود نہیں ہوتی تو میں اسے بازار سے خرید کر دے دیتا ہوں۔ فرمایا جو چیز تیرے پاس نہیں اس کا سودا مت کر۔'' ایک اور جگہ اس حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں: ''حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میرے پاس ایک آدمی آتا ہے اور مجھ سے وہ چیز مانگتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی۔ کیا میں اس کے واسطے بازار سے خریدوں اور پھر اس کے ہاتھ بیچ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو چیز تمہارے پاس موجود نہیں اسے نہ فروخت کرو۔''

یہ احادیث ابواب البیوع میں درج ہیں اور متفق علیہ ہیں۔ امت مسلمہ کا ان احادیث میں دیئے گئے احکامات پر عمل بھی رہا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں نے ہمیشہ پیشگی سوداکاری (Forward Dealing) کو

حرام سمجھا ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا سبق سیکھا۔ مرزا قادیانی نے اشتہار بازی کے زور پر اپنی ایک کتاب کا ایک لفظ لکھے بغیر اس کی ہزاروں جلدیں فروخت کر دیں اور ہزاروں روپے وصول کر لئے جو آج کے حساب سے لاکھوں بنتے ہیں۔ اس طرح مرزا قادیانی نے ایک واردات ڈالی (اس پر میں ایک دوسرے مضمون میں تفصیل سے لکھ چکا ہوں) اور شاگرد ہونے کا حق ادا کر دیا کہ اپنی عملی زندگی کا آغاز ہی نبی اکرم ﷺ کے ایک واضح حکم کی خلاف ورزی سے کیا۔

(۲)...... اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ آپس میں اختلاط نہ کریں۔ مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ باہر نکلیں تو پردہ کر کے باہر نکلیں۔ خوشبو لگا کر باہر نہ نکلیں۔ ایسا زیور پہن کر باہر نہ نکلیں جو آواز دیتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اے نبی کی بیبیو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم نامحرم مرد سے بولنے میں (جبکہ ضرورت سے بولنا پڑے) نزاکت مت کرو۔ (اس سے) ایسے شخص کو (طبعاً) خیال فاسد پیدا ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی ہے اور قاعدہ (عفت) کے موافق بات کہو اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو۔ اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا مانو اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو! تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو ہر طرح ظاہراً اور باطناً پاک صاف رکھے۔'' (الاحزاب:۳۲-۳۳)

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے: ''اے نبی! اپنی بیویوں و اپنی بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں۔'' (سورۃ احزاب:۵۹، ترجمہ مولانا مودودی ؒ)

اسلام عورتوں اور مردوں کے اختلاط کی سختی سے حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ عورتوں کے مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کی بھی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ عورتوں کا گھر کی چاردیواری کے اندر نماز پڑھنا افضل سمجھا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ امام احمد نے ام حمید سعدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے: ''انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم ہے مگر تیرا ایک گوشے میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے تو اپنے حجرے میں نماز پڑھے اور تیرا حجرے میں نماز پڑھنا بہتر ہے کہ تو اپنے گھر کے دالان میں نماز پڑھے اور تیرا دالان میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھے اور تیرا اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے کہ جامع مسجد میں نماز پڑھے۔''

اسی مضمون کی ایک اور حدیث جسے ابوداؤد نے رپورٹ کیا ہے، اس طرح ہے: ''عورت کا اپنی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے کمرے میں نماز پڑھے اور اس کا اپنے کوٹھڑی در کوٹھڑی میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنی کوٹھڑی میں نماز پڑھے۔''

ان ہدایات کے ہوتے ہوئے کوئی مسلمان بقائمی ہوش حواس اور بقائمی ایمان اس بات کا تصور بھی

نہیں کر سکتا کہ کوئی جوان لڑکی اس کی خدمت کرے یا وہ کسی غیر عورت سے پاؤں دبوائے۔ نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ جو موطا امام مالک ؒ میں اس طرح ہے: ''ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت ہونے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔''

(موطا امام مالک ؒ، باب ماجاء فی البیعت)

حدیث کی مشہور زمانہ کتاب صحیح بخاری میں نبی اکرم ﷺ کی ایک اور حدیث مبارکہ اس طرح بیان ہوئی ہے: ''حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا اللہ کی قسم آنحضرت ﷺ کا ہاتھ بیعت کرتے وقت کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا۔ آپ عورتوں کو صرف زبانی بیعت فرماتے تھے۔''

مسلمان مردوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ وہ غیر محرم عورتوں کو نہ دیکھیں اور حتی الامکان نگاہیں نیچی رکھیں۔ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ہمیں معلوم ہے کہ انہوں نے کبھی بھی کسی غیر محرم عورت کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ بیعت کے موقعہ پر وہ مردوں سے تو ہاتھ ملا لیا کرتے تھے۔ لیکن عورتوں سے انہوں نے کبھی بھی ہاتھ نہیں ملایا تھا اور نہ حضور ﷺ کے گھر میں کبھی کسی غیر محرم خادمہ نے کام کیا۔

مرزا قادیانی نے اس سے کیا سبق حاصل کیا؟ مرزا غلام احمد قادیانی کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں: ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المؤمنین نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جب کہ خوب سردی پڑ رہی تھی حضور کو دبانے بیٹھ گئی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لئے اسے پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت صاحب نے فرمایا: بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی: ہاں جی تدے تہاڈی لتاں لکڑی وانگر ہویاں ہویاں ایں۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۱۰)

''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری صاحب نے کہ میاں ظفر احمد کپور تھلوی کی پہلی بیوی فوت ہوگئی اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں۔ ان کو میں لاتا ہوں۔ آپ ان کو دیکھ لیں پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہو اس سے آپ کی شادی کر دی جائے۔''

(سیرت المہدی حصہ اول نمبر ۲۵۹)

''مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت میں میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ

کو جگا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ ان ایام میں عام طور پر مائی فجو، منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔" (سیرت المہدی حصہ سوم نمبر ۲۱۳)

ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا: "مجھ سے میری لڑکی زینب نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔" (سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۷۳)

قادیانی امت کو مبارک ہو کہ ان کے حضرت صاحب نے کیا خوب سبق یاد کیا۔

(۳)......فقہ کا ایک مسلمہ مسئلہ کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے پاس کوئی چیز رہن رکھ کر کچھ رقم ادھار لے تو رہن نامہ میں مدت کا تعین ہرگز نہ ہو۔ یعنی رہن رکھنے والا (مالک جائیداد) اس شرط کا پابند نہ ہو کہ ایک مدت مقررہ سے قبل وہ اپنی جائیداد کو واگزار نہیں کروا سکے گا۔ دوسرے لفظوں میں اسے اس بات کی آزادی حاصل ہو کہ وہ جب چاہے قرضہ واپس کر کے اپنی جائیداد واگزار کروا لے۔ لیکن مرزا قادیانی نے کیا سبق پڑھا: "خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ رہن نامہ جس کی رو سے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اپنا باغ حضرت والدہ صاحبہ کے پاس رہن رکھا تھا۔ میں نے دیکھا ہے وہ باقاعدہ رجسٹری شدہ ہے اور اس کی تاریخ ۲۵ رجون ۱۸۹۸ء ہے۔ زر رہن پانچ ہزار روپیہ ہے۔ جس میں سے ایک ہزار نقد درج ہے اور باقی بصورت زیورات ہے۔ اس رہن میں حضرت صاحب کی طرف سے درج ذیل الفاظ درج ہیں:

اقرار یہ ہے کہ عرصہ تیس سال تک فک الرہن مرہونہ نہیں کراؤں گا۔ بعد تیس سال مذکور کے ایک سال میں جب چاہوں زر رہن دوں تب فک الرہن کرالوں ورنہ بعد انفصال میعاد بالا یعنی اکتیس سال کے بتیسویں سال میں مرہونہ بالا انہی روپوں میں بیع بالوفا ہو جائے گا اور مجھے دعویٰ ملکیت نہیں رہے گا۔ قبضہ اس کا آج سے کرا دیا ہے اور داخل خارج کرادوں گا اور منافع مرہونہ بالا کی قائمی رہن تک مرتہنہ مستحق ہے اور معاملہ سرکاری فصل خریف ۱۹۵۵ بکرمی سے مرتہنہ دے گی اور پیداوار لے گی۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۵۲، ۵۳)

مرزا قادیانی نے رہن نامہ میں تیس سال رہن کی مدت رکھ کر شریعت کی خلاف ورزی کی جس کا اعتراف ان کے صاحبزادے نے اس طرح بیان کیا ہے: "خاکسار عرض کرتا ہے کہ رہن کے متعلق میعاد کو عموماً فقہ والے جائز قرار نہیں دیتے۔" (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۸۱)

سوال یہ ہے کہ انہوں نے پانچ ہزار میں اپنی جائیداد اپنی بیوی کے پاس رہن کیوں رکھی؟ ان کی بیوی کے پاس جو کچھ بھی تھا وہ مرزا قادیانی کا دیا ہوا ہی تھا۔ مرزا قادیانی کی تو یہ حیثیت تھی کہ پچاس سال کی

عمر میں بیس سال کی دلہن کو اس قدر رقم دے دیں۔ محترمہ نصرت جہاں کے والد میر ناصر نواب تو صرف نام کے نواب تھے وہ محکمہ نہر میں نقشہ نویس تھے جو آج کل پانچویں گریڈ کی پوسٹ ہے۔ ان کی ماہوار تنخواہ ایک روپیہ یا زیادہ سے زیادہ دو روپے ہوگی۔ مرزا قادیانی ایک موروثی جاگیردار تو تھے ہی، انہوں نے حقیقت اسلام ثابت کرنے کے نام پر بھی لوگوں کو احمق بنا کر کافی مال بٹورا ہوا تھا۔ پھر ان کو کیا ضرورت پیش آئی کہ بیوی سے اپنا ہی دیا ہوا مال لینے کے لئے خلاف شریعت اپنی جائیداد کو اس شرط پر بیوی کے پاس رہن رکھ دیں کہ وہ تیس سال سے قبل فک الرہن نہیں کروائیں گے۔ ۱۸۹۸ء میں مرزا قادیانی نے بیوی کے پاس جائیداد کو رہن کیا اور ۱۹۰۸ء میں بغیر جائیداد واگزار کروائے آنجہانی ہوگئے۔ مرزا قادیانی نے آخر خلاف شریعت یہ ڈرامہ کیوں کیا۔ غالباً اس لئے کہ اپنی پہلی بیوی سے جو اولاد ہے اس کو اس قیمتی جائیداد سے محروم کرسکیں اور تو کوئی وجہ سمجھ نہیں آتی۔ وجہ جو بھی ہو مرزا قادیانی نے بہرحال سبق بہت خوب یاد کیا۔

(۴)...... حج اسلام کے ارکان میں سے ہے۔ حج صاحب استطاعت پر اسی طرح فرض ہے جس طرح نماز روزہ فرض ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو استطاعت کے باوجود حج نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ حج اور عمرہ کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید کے ذریعہ مسلمانوں کو دیا ہے جو استطاعت کے باوجود حج نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ حج اور عمرہ کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید کے ذریعہ مسلمانوں کو دیا ہے جو استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا۔ اس کے دل میں ایمان ہی نہیں۔ ہر صاحب ایمان کی دلی تمنا ہوتی ہے کہ وہ حج پہ جائے اور وہیں اس کا وقت پورا ہوجائے۔

نبی اکرم ﷺ کا عمر بھر معمول رہا کہ آپ نے ہر سال رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا۔ اپنی زندگی کے آخری رمضان میں آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

زکوٰۃ بھی ارکان دین میں شامل ہے۔ وہ شخص صاحب ایمان ہی نہیں جو صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے تو مال کو کبھی ایک دن کے لئے بھی اپنے پاس نہ رکھا۔ انہوں نے فقر از خود اختیار کیا ہوا تھا۔ لیکن زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ صدیق اکبرؓ نے ان لوگوں سے قتال کیا جنہوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کردیا تھا۔

اب آپ معلوم کرنا چاہیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے استاد سے کیا سبق پڑھا۔ ان کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد بیان کرتے ہیں: ’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے حج نہیں کیا۔ اعتکاف نہیں کیا زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ سوم ص۱۱۹)

یہ تھے مرزا غلام احمد قادیانی رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور جن کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے شاگرد ہیں، اور یہ ہے وہ سبق جو انہوں نے خوب یاد کیا۔

ڈاکٹر ایس محمود عباسی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب

(2 ستمبر 1974ء بروز سوموار)

پہلا حصہ ادارہ

جناب سپیکر! میں نے اپنی ادنیٰ سمجھ سے آیات قرآنی کے آئینے میں جو مقام رسالت ﷺ دیکھا ہے، میں اس ایوان میں وہ پیش کروں گا۔ ضمناً یہ عرض کردوں کہ انگریز کا یہ خودکاشتہ پودا مسلمانوں کی میراث پر ضرب کاری لگانا چاہتا تھا، دو جہت سے۔ ایک جہت تھی جہاد، جسے قرآن میں قتال کا نام دیا گیا ہے اور جس سے انگریز بہادر ہمیشہ خائف رہا اور دوسری جہت تھی حب رسول ﷺ۔ انگریز جانتا تھا کہ حب رسول ﷺ ایک ایسا پیمانہ ہے، ایک ایسا مرکز ہے، ایک ایسا مرکز ثقل ہے کہ اگر یہ مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے تو مسلمان ہمیشہ ایک مضبوط اور قائم امت کی صورت میں اس صفحہ ہستی پر برقرار رہیں گے۔ اس نے چاہا کہ اپنی اس مملکت کی حفاظت کے لئے جس میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ مشرق سے مغرب تک تھی۔ انگریز کا یہ ارادہ ہوا۔ اس نے یہ پالیسی بنائی اور اس وقت کی جو Condition (صورت حال) تھی، جو حالات تھے۔ اس وقت جو سیاسی حالات تھے۔ ان کے مطابق انگریز نے اپنی سوچ میں صحیح سوچا۔

اس کے علاوہ جناب سپیکر! ایک اور بات آئی۔ مہدی سوڈانی، حضور مقبول ﷺ کا نام لے کر اٹھے اور انہوں نے انگریز کے خلاف جہاد کیا۔ اسی صدی میں چودھویں صدی کے آخر میں انگریز کو خدشہ لاحق ہو گیا کہ سواداعظم کا عقیدہ یہ ہے کہ مہدی موعود آئیں گے۔ لہٰذا شاید اصلی مہدی بھی آجائے۔ اس نے پیش گوئی کے طور پر اپنا ایک نقلی مہدی تیار کیا۔ جیسا کہ میں ابھی اپنی بحث سے ثابت کروں گا کہ یہ مہدی کیونکر نقلی تھا۔ جس طریقے سے شان رسالت مآب ﷺ پر ان لوگوں نے حملے کئے ہیں۔ وہ ناقابل برداشت ہیں۔ کوئی بھی مسلمان جس میں حمیت ہے۔ جس میں غیرت ہے۔ جس میں اخلاص کے ایک لہو کا ایک بھی جائز قطرہ باقی ہے۔ وہ ان کے اس لاف وگزاف کو برداشت نہیں کرسکتا۔

خیال زاغ کو بلبل سے برتری کا ہے غلام زادے کو دعویٰ پیغمبری کا ہے
بت کریں آرزو خدائی کی شان ہے تیری کبریائی کی

ان جعلی نبیوں نے کیا کہا ہے؟ اور کہنے سے پہلے یہ اپنے مقام کو بھی جانتے تھے کہ ہم کتنے پانی میں ہیں۔ ہمارا سیاق وسباق کیا ہے۔ لہٰذا فلسفہ یہ تراشا گیا کہ شان رسالت کو گھٹایا جائے تاکہ جعلی نبوت کی شان جو ہے وہ بڑھ جائے۔ حتیٰ کہ یہ برابر آجائے، معجزات سے ارتقاء کریں۔ شان عیسیٰ علیہ السلام کو کم کیا گیا۔

یہاں تک کہ افتراء پردازوں نے ان پر افتراء پردازی کی۔ نعوذ باللہ زبان اس کی اجازت نہیں دیتی کہ ان کی نانیاں اور دادیاں ایسی تھیں اور ایسا بھی یہ کیوں کیا گیا؟ جناب عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں مجہول النسب ثابت کرنے کی کوشش کی گئی؟

جناب سپیکر! قرآن کریم اللہ کا ایک قانون ہے جو یونیورسل لاء ہے۔ جو کہ آفاقی اور ابدی قانون ہے۔ ازلی قانون ہے۔ جس کو کبھی موت نہیں آ سکتی۔ وہ قانون ہے کہ نبی کبھی مجہول النسب نہیں ہوتا۔ نبی کا جو سلسلہ نسب ہے وہ ہمیشہ واضح ہوتا ہے اور دنیا میں جو بھی نسلیں انسان کی بستی ہیں۔ نبی ان میں ارفع ترین خون، ارفع ترین روایت، پاکیزہ ترین خون، پاکیزہ ترین خاندان کا فرد ہوتا ہے تو اسے یہ انعام ملتا ہے۔ اسے اس قابل سمجھا جاتا ہے۔ سلسلہ نسب کی بلندی۔ جناب سپیکر! یہ بھی دلیل ہے اور یہ بھی ایک انعام ہے۔ مجہول النسب لوگوں پر یہ انعام آ ہی نہیں سکتا۔

جیسا کہ میں ابھی قرآن کریم کی آیت سے ثابت کروں گا۔ ان لوگوں نے اپنے جعلی نبی کو سہارا دینے کے لئے تیشہ چلایا اور وہ نسب پر چلا۔ اس لئے کہ ان کے پاس اپنا نسب نہیں تھا۔ دیکھئے براہین احمدیہ (کتاب البریہ حاشیہ ص۱۳۵، خزائن ج۱۳ ص۱۶۳، اربعین نمبر۲ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۳۶۵) میں لکھتے ہیں: ''مجھے الہام ہوا ہے کہ میں پارسی النسب ہوں۔'' یعنی ان کو یہ بھی پتہ نہیں کہ یہ پارسی النسب ہیں یا نہیں؟ حتیٰ کہ پارسی سے اپنے خون کا رشتہ جوڑنے کے لئے انہوں نے الہام کا سہارا لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ منگول نسل تھی۔ یہ تاتاری نسل تھی۔ یہ صحرائے گوبی کے لوٹ مار کرنے والوں کی نسل تھی۔ یہ آوارہ ترکوں کی نسل تھی۔ یہ بالکل نہ پارسی النسب تھے، نہ یہ عربی النسل تھے۔ یہ جانتے تھے کہ میں خاندان سادات میں سے نہیں ہوں۔ میں خون بنو فاطمہ نہیں ہوں۔ اس لئے انہوں نے بڑے الہامات کا سہارا لیا۔

اب ذرا ان کے خرافات سنئے جن پر میں اپنی تمام بحث کا دارومدار کر رہا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔ کیونکہ اس زمانے میں بہت ترقی ہوئی اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ پر تھی۔'' اس کے بعد فرماتے ہیں ''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ حضور پاک ﷺ سے بھی آگے بڑھ سکتا ہے۔'' یہ ہے (ڈائری خلیفہ قادیان، الفضل ۱۷؍جولائی ۱۹۲۲ء) اور اس کے بعد فرماتے ہیں ''ظلی نبوت کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا۔ بلکہ آگے بڑھایا کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو بہ پہلو کھڑا کیا۔'' بلکہ بعض حسنات میں اور بھی آگے بڑھا دیا۔ (کلمۃ الفصل ص۱۱۳، مصنف بشیر احمد ایم اے)

جناب سپیکر! میں اس بحث میں نہیں پڑوں گا کہ بروزی نبی کیا ہے اور ظلی نبی کیا ہے اور اس کا سایہ کیا چیز ہے؟ میں تو ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے اپنی نبوت کا دارومدار تمام تر اس بات پر رکھا کہ ہر

انسان، ہر خاطی اور ہر ناقص اور ہر مجہول العقل انسان جب چاہے، جس وقت چاہے، اپنے زہد، اپنے علم، جو کہ بڑا محدود ہے، اس کی بناء پر ترقی کر سکتا ہے۔ ترقی کرتا کرتا مجدد بن سکتا ہے۔ محدث بن سکتا ہے۔ مولوی تو خیر ہر کوئی بن سکتا ہے۔ وہ محدث جو حدیث نہیں بلکہ کلمات الٰہیہ سے سرفراز ہوتا ہے، وہ بھی بن سکتا ہے۔ قطب بن سکتا ہے، غوث بن سکتا ہے، ابدال بن سکتا ہے۔ یہ خود ان کی اپنی کوشش تھی۔ ٹھیک۔

جناب! اس کے بعد فرماتے ہیں ''بڑھتے بڑھتے ترقی کرتے کرتے وہ انبیاء علیہم السلام میں قدم بھی رکھ سکتا ہے۔ مسیح موعود بھی بن سکتا ہے اور اس کے بعد آگے بڑھ کر وہ انبیاء سے آگے بھی بڑھ سکتا ہے۔ حتیٰ کہ شان رسالت ﷺ خاتم النبیین سے دو چار، دس قدم نہیں بلکہ بہت آگے جا سکتا ہے۔ حضور والا! قرآن کی رو سے یہ ایک فاتر العقل انسان کا عقیدہ ہے۔ قرآن اس کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس لئے قرآن کریم میں ایک آیت ہے جس کا میں ترجمہ کروں گا اور مولانا ہزاروی صاحب مجھے معافی دیں گے اگر کہیں میں لغزش کر جاؤں۔ میں مفہوم بتاتا ہوں کہ ہم نے میثاق ازل لیا انبیاء کی ارواح سے اور اے پیغمبر ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کو ان پر شاہد مقرر کیا، ان پر گواہ مقرر کیا۔ اس کے لئے جو قرآن میں الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ وہ میثاق غلیظ ہے۔ ہم نے بڑا زبردست عہد لیا۔

حضور مرزا صاحب! آپ کی روح پر فتن سے پوری معافی مانگتے ہوئے یہ کہوں گا کہ آپ اس میثاق میں شریک تھے۔ کیا خداوند کریم کے عہد ایسے ہوتے ہیں کہ مجہول ہو جاتا ہے؟ وعدہ لیا خداوند کریم نے وعدہ لینے والا۔ جناب اسپیکر! خداوند کریم کو وعدہ دینے والی ارواح مقدسہ سے پیمان ازل ہوا، جب مخلوقات کی بھی پیدائش نہ ہوئی۔ ابھی آدم آب وطین کی کیفیت میں ہیں۔ مٹی اور پانی کی کیفیت میں ہیں۔ اس وقت وعدہ لیا جا رہا ہے۔ کون لے رہا ہے قسام ازل، معیشت کو پیدا کرنے والا پروردگار، سبوح و قدوس، خدائے حمید و لایزال، معیشت کو پیدا کرنے والا، وہ دینے والا، روحیں گواہ حضور رسالت مآب ﷺ۔ یہ مجہول کہاں سے ٹپک پڑے؟ کہ جن کو چالیس، پینتالیس اور پچاس برس تک یہ بھی خبر نہیں کہ ان کا مقام کیا ہے۔ یہ مقام انسانیت میں بھی ہیں یا نہیں۔ ان کو یہ بھی خبر نہیں تھی۔ کہاں تھے یہ میثاق کے وقت یا کہہ دیجئے کہ قرآن غلط؟ کہہ دیجئے یہ لوگ مفتری۔

ہم آگے بڑھتے ہیں کہ انبیاء کے تعین میں اور انبیاء کی بعثت میں اللہ کریم کا طریقہ کیا ہے اور بالکل یہ بھی قرآن کا فرمان ہے کہ اللہ کریم اپنی سنت کو تبدیل نہیں کرتا۔ جناب سپیکر! اللہ کریم کی سنت میں تغیر و تبدل نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ اس لئے ''ان اللہ لا یخلف المیعاد'' اللہ اپنے وعدوں کی بھی مخالفت نہیں کرتا۔ خلاف وعدہ کبھی نہیں کرتے۔ آیئے! ہم کتاب ربانی اور اس کے آئینہ کمالات میں اسی کا جائزہ لیں۔ سورۂ مریم میں ہم دیکھیں کیسے پیغمبر آتے ہیں۔ پیغمبروں کا ذہن کیا ہوتا ہے۔ پیغمبروں کی

نفسیات کیا ہوتی ہے۔ پیغمبر دعا کیسے مانگتے ہیں۔ پیغمبروں کے وعدے کیسے ہوتے ہیں۔ پیغمبر مبعوث کیسے ہوتے ہیں۔ کیوں نہیں ہم قرآن کو دیکھتے ہیں۔ کتاب موجود ہے۔ سنئے سورۂ مریم۔ میں صرف ترجمہ پڑھوں گا۔ ''جناب زکریا نے دعا مانگی کہ پروردگار! مجھے اپنے پاس سے وارث دے جو میرا بھی وارث بنے اور اولاد یعقوب کا وارث بنے۔'' جناب محترمہ! یہ ہے پیغمبر مستقبل کی طرف دیکھتے ہیں۔ آنے والی نسلوں پر ان کی نظر ہوتی ہے اور وہ واضح ہوتے ہیں نہ وہ مجہول العقل ہوتے ہیں۔ نہ مبہم ہوتے ہیں۔ نہ ان کا ذہن دھندلایا ہوا ہوتا ہے۔ وہ تو خداوند کریم کے نور سے روشن ہوتا ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل، یہ کیفیات پیغمبروں کے سامنے ایک ثانوی حیثیت رکھتی ہیں اور اس طرح جس طرح درہم ہتھیلی پر ہوتا ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں اے زکریا! ہم تمہیں بشارت دیتے ہیں ایک لڑکے کی، جس کا نام یحییٰ ہوگا اور ہم نے اس سے قبل کسی کو اس کا ہم نام نہیں بنایا۔

ذرا التزام نبوت دیکھئے۔ نام حافظہٗ آدم سے، آدمی کی نسل سے نام کو قدرت نے چھپا لیا کہ ایک اپنے نبی کو میں نے یہ نام دینا ہے۔ یہ قرآن فرما رہا ہے۔ اے پروردگار! جناب زکریا فرماتے ہیں کہ میرے لڑکا کیسے ہوگا دراں حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہاء پر ہوں۔ فرمایا اس طرح کہ تمہارے پروردگار کے لئے یہ آسان ہے۔

اے یحییٰ! کتاب کو مضبوط پکڑو اور ہم نے ان کو لڑکپن میں ہی سمجھ دے رکھی تھی۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر بچپن میں ہی سمجھ لے کر آتا ہے۔ پچاس برس تک مجہول نہیں رہتا۔ پچاس برس تک اپنے مقام سے غافل نہیں رہتا اور خاص آگے فرماتے ہیں کتاب خدا خاص نے اپنے پاس سے رقت قلب اور پاکیزگی عطاء کی۔ جناب یحییٰ بڑے پرہیزگار تھے اور نیکی کرنے والے تھے اپنے والدین کے ساتھ، اور سرکش اور نافرمان نہ تھے۔

آگے سنئے، جناب سپیکر! قرآن کی زبان میں پیغمبر کا کیا مقام ہے۔ ابھی یحییٰ پیدا نہیں ہوئے اور کلام ربانی کیا آ رہا ہے۔ انہیں سلام پہنچے جس دن کہ وہ پیدا ہوں اور جس دن کہ وہ وفات پائیں گے اور جس دن کہ وہ زندہ اٹھائے جائیں گے۔ کائنات، خلق کائنات بحثت پیغمبر کو سلام دیتی ہے۔ اس کے مولود پر بھی اور اس کے دنیا سے رخصت ہونے پر بھی۔ اب ذرا جناب اسپیکر! اندازہ کیجئے کہ جناب زکریا علیہ السلام مانگ کر بڑھاپے میں بچہ لیتے ہیں۔ ایک خارق عادت طریقے سے بچہ آتا ہے۔ کیوں آتا ہے خارق عادت طریقہ سے؟ کیا دنیا میں کوئی اور نہیں تھا جو پہلے مولوی بنتا، محدث بنتا، مجدد بنتا، فقیہی بنتا، ترقی کرتا، نبوت پاتا۔ کیا کوئی دعا مانگنے والا روئے ارض پر باقی نہ تھا؟ جناب سپیکر! میری اس بحث کو تقویت پہنچتی ہے۔ فطرت نسب کی حفاظت کرتی ہے۔ پیغمبر بغیر نسب کے التزام کے آ ہی نہیں سکتا۔

اب ذرا التزام قدرت ملاحظہ فرمائیے۔ جناب مریم کے تقدس کے بارے میں عرض کرنا

چاہتا ہوں۔ قرآن حکیم میں سورۂ مریم میں ارشاد ہے کہ فرشتہ مریم مقدس کے سامنے ظاہر ہوا اور کہا میں پروردگار کا ایلچی ہوں تاکہ تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔ وہ بولی میرے لڑکا کیسے ہوگا درآں حال کہ مجھے کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا اور نہ میں بدچلن ہوں۔ فرشتہ کہتا ہے جناب اسپیکر! کہا یونہی ہوگا، تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ یہ میرے لئے آسان ہے تاکہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشان بنادیں اور اپنی طرف سے سبب رحمت، اور یہ ایک طے شدہ بات ہے۔

جناب سپیکر! آگے کتاب خدا تعالیٰ ارشاد فرماتی ہے، یہ قرآن کریم کا ترجمہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا ہے ”اور پھر وہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں اور وہ لوگ بولے اے مریم! تو نے بڑے غضب کی حرکت کی۔ اے ہارون کی بہن! نہ تمہارے والد ہی برے آدمی تھے اور نہ تمہاری ماں ہی بدکار تھی۔ اس پر مریم نے اس بچہ کی طرف اشارہ کیا۔“

جناب سپیکر! اب وہ بچہ بولتا ہے۔ میں اپنی بحث کو اس نکتہ کی طرف لانا چاہتا تھا کہ ماں کی گود یا پنگھوڑے میں بچہ کیسے بولتا ہے۔ بچہ کی طرف اشارہ کیا۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام بولے اپنے پنگھوڑے سے۔ نہیں، پہلے وہ لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم اس بچے سے کیسے بات چیت کریں جو ابھی گہوارہ میں پڑا ہوا نومولود بچہ ہے۔ اس پر جناب عیسیٰ علیہ السلام بولے میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی اور اس نے مجھے نبی بنایا اور اس نے مجھے بابرکت بنایا جہاں کہیں بھی ہوں، اور اسی نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا۔ جب تک میں زندہ رہوں، مجھے سرکش و بدبخت نہیں بنایا اور میرے اوپر سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں مروں گا اور جس روز میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔

جناب سپیکر! یہ آیات غور و فکر کے لئے ہیں۔ قرآن کریم دعوت فکر دیتا ہے۔ دعوت تفکر دیتا ہے قرآن کریم ہر قدم پر بتائیے کہ قدرت کو کیا ضرورت تھی خالق فطرت کو کہ پنگھوڑے میں بچے کی گفتگو کا انتظام کرے؟ ماں جواب نہ دے اور بچہ جواب دے۔ حضور والا! معلوم ہوا نبی جب پیدا ہوتا ہے رسالت سے سرفراز ہوتا ہے۔ وہ جہالت کی ٹھوکریں کھانے کے لئے نہیں ہوتا۔ قسام ازل، تقدیر ازلی، قاضی تقدیر اس کو ماں کے پیٹ سے بلکہ روز ازل سے اس کو نبوت سے سرفراز کر کے بھیجتے ہیں۔ یہ روحیں ہی اور ہیں، یہ اجناس ہی اور ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں جو سیڑھیاں چڑھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں جو مدرسوں سے تعلیم پاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں جو پندرہ روپے کی کلرکی سے ڈسمس ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں جو قیصرائے ہند کو لکھتے ہیں ”اے میرے جان و مال کی مالک۔“ یہ وہ لوگ نہیں جو غیروں کے وظیفوں پر پلتے ہیں۔ پیغمبر کو پالنے والا خداوند کریم ہے۔ اس کی حفاظت مشیت خود کرتی ہے۔

متعدد اراکین: بہت اچھے، بہت اچھے۔ جاری ہے!!

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے ......ادارہ!

اقامۃ الاعلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام: مؤلف: مولانا محمد امین مبارک پوری: صفحات ۲۶۴: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتا: جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر وادارہ تالیفات ختم نبوت غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ 03004162266

صاحب کتاب مولانا محمد امین مبارک پوری مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے استاذ الحدیث ہیں۔ درس وتدریس کی مصروفیات کے علاوہ مذکورہ بالا تصنیف سے قبل آپ کی تین تصانیف (۱......التحقیق المتین فی حیات النبی الامین، ۲......اعانۃ الامین لطائفۃ المنصورین، ۳......فضائل صحابہ کرامؓ واہل بیتؓ) کا منصۂ شہود پر آکر شرف قبولیت حاصل کرنا آپ کی فن تحریر سے غیر معمولی لگاؤ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ زیر تبصرہ کتاب ''اقامۃ الاعلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام'' ایک انوکھے طرز کی کتاب ہے۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت، حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل ومناقب، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق یہود ونصاریٰ کے غلط عقائد اور ان کا رد بلیغ قرآن وحدیث اور اقوال سلف صالحین کی روشنی میں مع امثال ودلائل جمع کئے گئے ہیں۔ جابجا واقعات، عیسائیوں مسلمانوں کے مناظرے اور عجیب وغریب لطائف کتاب کی دلچسپی کا باعث ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے اندراج کے ساتھ موقع کی مناسبت سے نبی آخر الزماں، تاجدار مدینہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات کے معجزات کا ذکر بھی کتاب کی تزئین میں مزید حسن پیدا کر رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات وواقعات کے بعد قیامت کی علامات کبریٰ اور ان کی وضاحت، امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور اور ان کے حالات، دجال کا خروج اور اس کی آمد سے لازم آنے والے فسادات اور ان کے سدباب تک لحہ بہ لحہ تفصیل کتاب کا حصہ ہے۔ اللہ پاک مصنف کی مساعی کو قبولیت خاصہ وعامہ عطاء فرمائے۔ آمین!

قادیانی ظل و بروز کی حقیقت: مؤلف: عبیداللہ لطیف: صفحات: ۱۴۴: قیمت: درج نہیں: ناشر: خاتم النبیین اکیڈمی فیصل آباد: ملنے کا پتا: مکتبہ اسلامیہ بالمقابل شیل پمپ کوتوالی روڈ فیصل آباد۔

ختم نبوت کا تحفظ اور منکرین ختم نبوت کی سرکوبی ہر مسلمان پر لازم ہے۔ دور حاضر میں منکرین ختم نبوت کا سب سے بڑا فتنہ، فتنۂ قادیانیت ہے۔ جو کہ انگریز کا خود کاشتہ اور یہود کا چربہ ہے۔ جس کے تعاقب

کے لئے تمام مکتبہ فکر کے رجال کار عملی میدان میں کار بند ہیں۔ جناب عبیداللہ لطیف اس کتاب سے قبل بھی قادیانیت کا پردہ چاک کرنے کے لئے ’’مقام قرآن وحدیث اور فتنہ قادیانیت، مقام رب العالمین اور فتنہ قادیانیت، مقام صحابہؓ اور فتنہ قادیانیت‘‘ ایسی کتب تصنیف کر چکے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب میں مرزا قادیانی کے عقیدہ ظل و بروز تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ظل و بروز کے باطل عقیدہ کی آڑ میں مرزا قادیانی نے خدا ہونے کا بھی دعویٰ کیا اور نبوت کا دعویٰ بھی جس کی مکمل تفصیل معہ حوالہ جات کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔ ظلی و بروزی نبوت کے دعویٰ کے بعد جہاد، تصویر کشی، فرقہ واریت، غیر محرم عورتیں، گالی گلوچ اور لعنت بازی میں مرزا قادیانی کا اپنا کردار کیا تھا اس کو خوب آشکارہ کیا گیا ہے۔ کتاب کا انداز عام فہم اور مدلل ہے۔ کتاب کا ٹائٹل چہار رنگ اور جاذب نظر ہے۔

خواتین کے شرعی مسائل قدم بہ قدم: مرتب: ابوعلی معاویہ: صفحات:۳۸۴: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتا: ختم نبوت کتاب گھر سرائے نورنگ ضلع لکی مروت کے۔پی۔کے 03013005313

تربیت کے لحاظ سے معاشرے میں عورت کا اہم کردار ہوتا ہے۔ بچے کے لئے پہلی درس گاہ بھی عورت کی گود ہے۔ اگرچہ عورت کی مختلف حیثیتیں ہوتی ہیں لیکن بیوی اور ماں کی حیثیت خصوصیت کی حامل ہے۔ ایک عورت اپنے گھر کی دیکھ بھال اور بچے کی صحیح معنوں میں تربیت تب ہی کر سکتی ہے، جب خود جائز و ناجائز، حلال وحرام اور ضروریات دین کی تعلیمات سے آشنا ہو۔ اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے صاحب کتاب نے احسن انداز میں عقائد، طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی، عورتوں کے مخصوص مسائل، پردہ، نکاح، حق مہر، نان ونفقہ، شوہر کے حقوق، اولاد کے حقوق، طلاق، عدت، میت، ایصال ثواب ایسے کئی اہم موضاعات پر سیر حاصل مواد فتاویٰ جات کی روشنی میں مکمل حوالہ جات سمیت جمع کر دیئے ہیں۔

عصمت رسول ﷺ، ختم نبوت عقلی اور منطقی: مصنف: مولانا قاضی فضل اللہ (شمالی امریکہ): صفحات: ۱۳۲: قیمت: درج نہیں: ناشر: مکتبہ شیخ الہند ؒ شیریں مارکیٹ، دوکان نمبر۱، ٹھنڈ کوئی صوابی

زیر تبصرہ کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصہ میں خود حضور ﷺ کے زمانہ کے شاتمان رسول جو مباح الدم قرار دیئے گئے تھے کے حالات ذکر کئے گئے ہیں۔ ان میں بعض کا عبرت ناک انجام اور بعض کا بعد ازاں ایمان کی دولت سے سرفراز ہونے کا ذکر موجود ہے۔ دوسرے حصہ میں ختم نبوت نقلی کے ساتھ ساتھ عقلی اور منطقی کا بیان قرآن وحدیث کی روشنی میں مذکور ہے۔ کتاب کو بہترین کاغذ، مضبوط بائنڈنگ وجلد اور خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ اللہ کریم اس کاوش کو صاحب کتاب کی خواہش کے مطابق حضور ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ بنائے۔ آمین، بحرمۃ النبی الکریم!!

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

ختم نبوت کانفرنس گوجرانوالہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس مرکزی جامع مسجد ختم نبوت المعروف شیر شاہ سوری چمن میں ۷/نومبر بعد نماز مغرب حضرت مولانا محمد اشرف مجددی کی صدارت میں انعقاد پذیر ہوئی۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، حضرت درخواستیؒ کے جانشین پیر طریقت مولانا فضل الرحمٰن درخواستی، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، شیخ الحدیث مولانا داؤد احمد، مولانا مفتی غلام نبی، مولانا محمد عارف شامی اور دیگر خطباء وعلماء کرام نے خطابات کئے۔ مولانا محمد قاسم گجرات نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ کانفرنس کی دو نشستیں ہوئیں۔ پہلی نشست بعد نماز مغرب اور دوسری بعد نماز عشاء منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں مقررین نے کہا کہ ختم نبوت کے بابت دفعات کو چھیڑ کر حکومت نے اپنی عاقبت خراب کر لی ہے۔ حکومتی ذمہ داران ختم نبوت کے بابت شقوں 7 بی اور 7 سی کو بھی من وعن بحال کرے۔ انہوں نے کہا کہ انتخابی اصلاحات بل کی منظوری کے لئے چوبیس گھنٹوں میں صدر پاکستان نے دستخط کر دیئے تھے بیان حلفی ختم نبوت کی ترمیم پر صدر کی طرف سے دستخطوں میں تاخیر سے شکوک جنم لے رہے ہیں۔

ختم نبوت کورس ٹاؤن ٹو پشاور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونین کونسل پنام ڈھیری پشاور کے زیر اہتمام دوسرا سالانہ ختم نبوت کورس ۱۰/اکتوبر بروز منگل بعد از نماز ظہر قاری اکبر علی کی زیر صدارت شروع ہوا۔ کورس کی چار کلاسیں منعقد ہوئیں۔ پہلی کلاس میں ضلعی مبلغ مولانا تاج محمد ازہر نے قادیانیت اور اسلام کا تقابلی جائزہ پڑھایا۔ دوسری نشست میں صوبائی مبلغ مولانا عابد کمال نے کذب مرزا کو واضح کیا۔ تیسری کلاس میں مرکزی مبلغ قاضی احسان احمد کراچی نے ختم نبوت کی ضرورت واہمیت کو اجاگر کیا۔ چوتھی کلاس میں مرکزی مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان نے حیات عیسیٰ علیہ السلام اور قادیانی دجل وفریب پر روشنی ڈالی۔ کورس میں سینکڑوں کی تعداد میں سکولز، کالجز اور مدارس کے طلباء کرام نے شرکت کی۔ کورس کا اختتام مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کے بیان اور پرسوز دعا سے ہوا۔ جب کہ کورس کی انتظامیہ میں قاری مشتاق، حاجی خان گل، ڈاکٹر وجاہت افضل اور مولانا صابر موجود تھے۔

ختم نبوت کانفرنس بیریاں والا ٹوبہ

۲۶؍اکتوبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء چک نمبر ۲۹۵ گ ب بیریاں والا ضلع ٹوبہ میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا پیر حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ، مولانا غلام حسین مبلغ جھنگ، مولانا سید کفیل شاہ بخاری، مفتی کفایت اللہ جے. یو. آئی، مولانا لطف اللہ، مولانا شاکر اللہ و دیگر علماء کرام و مشائخ عظام نے خطاب فرمایا۔

ختم نبوت کانفرنس ٹاؤن ٹو پشاور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونین کونسل ڈاگ پی کے سیون پشاور کے زیر اہتمام دوسری سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۹؍اکتوبر ۲۰۱۷ء بروز پیر بعد از نماز ظہر کرکٹ گراؤنڈ ڈاگ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عزیز الدین کی سرپرستی میں منعقد ہوئی۔ نقابت کے فرائض قاری اسحاق نے سرانجام دیئے، مفتی صفی اللہ نے تلاوت کلام پاک سے کانفرنس کا آغاز کیا۔ جب کہ حافظ نادر شاہ نے ہدیہ نعت پیش کیا، مہمان مقررین میں مفتی راشد مدنی رحیم یار خان، قاضی احسان احمد کراچی، مفتی عبداللہ شاہ چارسدہ، مفتی محمد شہاب الدین پشاور اور قاری اکرام الحق مردان شامل ہیں۔ مقررین حضرات نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وعظمت کو اجاگر کرتے ہوئے فتنہ قادیانیت کی سازشوں کو بے نقاب کیا، اور سامعین سے قادیانی مصنوعات کا عہد لیا۔ جب کہ کانفرنس میں تقریباً ۱۵ ساتھیوں میں اکابرین ختم نبوت کے ہاتھوں ختم نبوت خط وکتابت کورس کی اسناد تقسیم ہوئیں۔ کانفرنس میں عاشقان رسول ﷺ کی شرکت نے یہ ثابت کیا کہ ختم نبوت کے لئے ہمارا سب کچھ قربان ہے۔ کانفرنس نماز مغرب کے وقت مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کی پرسوز دعا سے اختتام کو پہنچی۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس میاں چنوں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام پانچویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۱۸؍دسمبر بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد ابو عبیدہ بن جراحؓ میں منعقد ہوئی۔ جس میں صدارت مولانا محمد فیصل عمران اشرفی اور نگرانی ڈاکٹر محمد حنیف نے کی۔ کانفرنس کی ابتداء قاری عبدالسمیع کی تلاوت کلام پاک سے ہوئی۔ نعتیہ کلام غلام رسول ساجد نے پیش کیا۔ نقابت مولانا محمود الحسن نے کی جب کہ میزبانی کی ذمہ داری جناب نور الاسلام خان نے ادا کی۔ کانفرنس میں مفتی عبدالغفور، مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا شوکت علی ناصر، مولانا قاری صفدر جاوید، مولانا محمد الیاس عابد، پیر طریقت سید جاوید حسین شاہ مدظلہ کے بیانات ہوئے۔ علاوہ ازیں مفتی عبدالعزیز، مولانا سید عبدالقادر شاہ، مولانا ثناء اللہ وہاڑی، مولانا مسعود وہاڑی، مولانا قاری بشیر احمد، مولانا عبدالرحمٰن و دیگر علماء نے بھی شرکت کی۔ کانفرنس مولانا زاہد الحسینی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس گھوٹکی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر انتظام گھوٹکی باغ چنہ میں ۱۶ نومبر دوسری سالانہ ختم نبوت کانفرنس زیر نگرانی مولانا محمد امین چنہ نائب امیر مجلس تحفظ ختم نبوت زیر سرپرستی مولانا عبدالحئی چنہ اور زیر صدارت مولانا ذبیح اللہ ہالیجوی منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے مولانا محمد حسین ناصر مبلغ سکھر، مولانا محمد راشد مدنی ٹنڈو آدم، مولانا خالد حسین الحسنی امیر مجلس ختم نبوت گھوٹکی، مولانا نعیم اللہ کوٹ سبزل، مولانا عبدالکریم چوہان، مولانا گل حسن، مولانا مفتی محمود چنہ ودیگر علماء کرام نے اپنے اپنے بیان میں کہا کہ جناب نبی کریم ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد قیامت کی صبح تک کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ یہ ہے عقیدۂ ختم نبوت جوکہ دین اسلام کی بنیاد ہے مسلمان الحمدللہ چودہ سو سال سے اس کا تحفظ کررہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ کانفرنس صبح دس بجے سے لے کر عصر کی نماز تک جاری رہی۔ کانفرنس کو کامیاب کرنے میں تمام مقامی علماء کرام نے بھرپور ساتھ دیا۔ اللہ پاک تمام احباب کو جزائے خیر دے۔ آمین!

ختم نبوت کانفرنس بدین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۱۸؍نومبر کو بسم اللہ مسجد میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مولانا محمد اسماعیل خاصخیلی نے کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا توصیف احمد حیدرآباد، مولانا جمیل احمد، مولانا گل حسن اور مولانا محمد حنیف سیال مبلغ بدین نے خطابات کئے۔ علماء کرام نے کہا کہ ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

ختم نبوت کانفرنس روڈہ ضلع خوشاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس ۱۰؍نومبر بروز ہفتہ مدرسہ عربیہ رحیمیہ تعلیم القرآن میں زیر صدارت حافظ دلاور حسین مدظلہ منعقد ہوئی۔ تلاوت حافظ محمد صابر، نعت کی سعادت قاری ارشد محمود صفدر گوجرانوالہ، حافظ محمد وسیم سرگودھا، حافظ محمد اسحاق جوہر آباد اور مولانا عطاء الرحمن عابد گوجرانوالہ نے حاصل کیں۔ کانفرنس سے مولانا حکیم رشید احمد ربانی، مولانا محمد نعیم مبلغ خوشاب، مولانا نور محمد ہزاروی سرگودھا، سابق قادیانی بھائی شمس الدین لاہور، مولانا محمد عثمان فیصل آباد کے بیانات ہوئے۔ اس موقع پر مفتی عمر دراز، مولانا غلام اللہ، ریاست علی، سابق قادیانی ظہیر علی کھوڑ، مولانا عتیق الرحمن، مولانا محمد جاوید کے علاوہ ضلع بھر سے دیگر علماء کرام بھی شریک تھے۔ سیکورٹی کی ذمہ داری شبیر حسین صدیقی کی نگرانی میں عالمی مجلس پیلو وینس کے کارکنان نے نبھائی۔ کانفرنس کا اختتام حافظ دلاور حسین کی دعا سے ہوا۔

مولانا اللہ وسایا کا دورہ ٹوبہ

۷ار نومبر ۲۰۱۷ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ کے زیر اہتمام جامع مسجد رحمانیہ اپر کالونی پیر محل میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرمایا کہ ایک بار پھر پاکستان کی پوری اسمبلی اور سینٹ نے قادیانیت کے کفر پر ٹھپہ ثبت کر دیا۔ الحمد اللہ! پھر سے اسلام جیتا کفر ہار مولانا مجاہد مختار، قاری عبید اللہ، ضلعی مبلغ مولانا محمد خبیب بھی شریک تھے۔ بعد نماز عصر مولانا محمد احمد لدھیانوی کے بڑے بھائی کے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ چک نمبر ۱۴۸گ ب چوہلہ ضلع ٹوبہ کے زیر اہتمام ۵ روزہ شعور ختم نبوت کورس منعقد ہوا جس میں ۲۳۵ طلباء وطالبات مرد وخواتین نے شرکت کی۔ اوّل انعام محمد مدثر، دوم انعام بنت فیض رسول، سوم انعام بنت نصیر احمد، اور بنت محمد اکرام نے حاصل کیا۔ اس کے علاوہ تمام شرکاء کورس کو انعامات سے نوازا گیا۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے شرکاء کورس سے خطاب فرمایا اور انعامات تقسیم کیے۔ تمام کورس ضلعی مبلغ مولانا محمد خبیب نے پڑھایا قاری محمد ذوالفقار نے نگرانی فرمائی۔

مولانا شجاع آبادی کا دوروزہ دورہ ٹوبہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ کے زیر اہتمام مولانا عبداللہ لدھیانوی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ کی دعوت پر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۱۶ر نومبر بروز جمعرات تشریف لائے، جمعرات بعد نماز عشاء چک نمبر ۳۰۷ ج ب گلویا ضلع ٹوبہ میں اجتماع صوفیاء کرام سے خطاب ارشاد فرمایا، 17 نومبر کا خطبہ جمعۃ المبارک جامع مسجد بلالؓ غلہ منڈی ٹوبہ میں ارشاد فرمایا مولانا محمد سعد اللہ لدھیانوی، قاضی امتیاز احمد اور ضلعی مبلغ مولانا محمد خبیب شریک رہے۔

تحفظ ختم نبوت کنونشن اڈا گورمانی کوٹ ادو

۵ر نومبر ۲۰۱۷ء بروز اتوار صبح دس بجے مدرسہ کریمیہ ہاشمیہ اڈا گورمانی کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں تحفظ ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا۔ جس کی صدارت حضرت مولانا محمد اقبال حنیف نے کی۔ کنونشن کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ ہدیہ نعت رسول مقبول ﷺ حافظ حسنین ربانی نے پیش کی۔ بعد ازاں مولانا محمد یوسف معاویہ، قاری حماد مدنی، مولانا عبدالمجید توحیدی، ایڈووکیٹ ارشد صدیقی، چوہدری شہباز گجر ایڈووکیٹ جھنگ اور مولانا محمد ساجد مبلغ عالمی مجلس مظفر گڑھ نے بیانات کیے۔ مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اس کو تا قیامت اجاگر کرتے رہیں گے۔ اس موقع پر قاری محمد علی، مولانا محمد عامر اور مولانا ارشاد گورمانی بھی موجود تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام لاہور میں متعدد پروگرامز کی روئیداد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا 10 روزہ دورہ پر لاہور تشریف لائے۔ حضرت کی آمد کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مجلس تحفظ ختم نبوت نے لاہور میں متعدد پروگرامز تشکیل دیے۔ اللہ کی کرم اور فضل سے تمام پروگرامز کامیاب ہوئے اور عوام نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ پہلا پروگرام ختم نبوت انعام گھر پاکستان منٹ جی ٹی روڈ لاہور میں منعقد ہوا جسمیں خصوصی خطاب مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی اعجاز احمد، پروفیسر متین خالد سمیت کئی علماء اور سکولز، کالجز اور دینی مدارس کے طلباء نے شرکت کی۔ پروگرام میں عقیدہ ختم نبوت کے متعلق سوالات کیے گئے اور درست جوابات دینے والوں کو انعامات دیے گئے۔ پروگرام میں بڑا انعام موٹر سائیکل تھا پروگرام کے میزبان مولانا خالد محمود، مولانا قاری ظہور الحق، مولانا سعید وقار و دیگر علماء اور مقامی جماعت کے عہدیداران تھے۔ دوسرا پروگرام جامع مسجد خضراء سمن آباد میں عظیم الشان آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں مولانا اللہ وسایا، جمعیۃ علماء اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا محمد امجد خان، جماعت اسلامی کے سیکرٹری جنرل جناب لیاقت بلوچ، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا مفتی احمد علی ثانی، مولانا قاری علیم الدین شاکر، پیر رضوان نفیس، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا قاری عبدالعزیز، مولانا محبوب الحسن طاہر، ممبر پنجاب اسمبلی میاں محمد اسلم اقبال، ڈپٹی میئر لاہور میاں محمد طارق سمیت اہل علاقہ نے بھرپور شرکت کی۔ تیسرا پروگرام جامع مسجد اقصیٰ سنی پارک مغلپورہ لاہور میں منعقد ہوا جسمیں مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد امجد خان، مولانا عبدالنعیم، پیر میاں رضوان نفیس، مولانا محمد حنیف سومرو، مولانا یحییٰ سومرو سمیت علماء اور اہل علاقہ نے شرکت کی۔ چوتھا پروگرام جامعۃ الازہر بادامی باغ راوی روڈ لاہور میں منعقد ہوا، مجلس لاہور کے سیکرٹری جنرل مولانا قاری علیم الدین شاکر، پیر میاں رضوان نفیس، مولانا عبدالنعیم، شیخ الحدیث مولانا عبدالرحیم، مولانا مفتی ظہیر شاہ، مولانا طاہر ندیم، بھائی مسعود احمد ریحان نے شرکت کی۔ پانچواں پروگرام جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات کریم پارک میں منعقد ہوا جسمیں مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، مولانا محمد قاسم گجر، مولانا محمد عاصم و دیگر علماء کے بیانات ہوئے۔ چھٹا پروگرام جامع مسجد خلفاء راشدین رنگ محل شاہ عالم مارکیٹ لاہور میں قاری مومن شاہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ کانفرنس مولانا نعیم الدین، مولانا زاہد الراشدی، مولانا کفیل خان، مولانا عبدالنعیم، قاری علیم الدین شاکر سمیت کئی علماء، شعراء اور مشہور قراء نے شرکت کی، پروگرام میں تاجر برادری نے بھرپور شرکت کی۔ ساتواں پروگرام مرکز اہل حق شیرانوالہ لاہور میں مولانا ڈاکٹر میاں محمد اجمل قادری کی صدارت میں منعقد ہوا جسمیں خصوصی خطاب مولانا اللہ وسایا، قاری جمیل الرحمٰن اختر، قاری علیم الدین شاکر، پیر میاں رضوان نفیس، مولانا احمد علی ثانی، مولانا عبدالنعیم، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ سمیت خانقاہ کے متعلقین و متوسلین نے شرکت کی۔ آٹھواں پروگرام تین روزہ ختم نبوت کورس و کانفرنس جامع مسجد آسٹریلیا لاہور میں مولانا عبدالرؤف ملک کی صدارت میں منعقد ہوا جسمیں مولانا اللہ وسایا، متین خالد، مولانا نعیم الدین، قاری عبدالعزیز، مولانا عبدالنعیم، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ و دیگر علماء کرام کے لیکچرز ہوئے۔ پروگرام کے میزبان جامعہ عثمانیہ آسٹریلیا مسجد کے مدیر مولانا حافظ محمد سلیم، مولانا محمد شاہد، مولانا گلفام، مولانا سعادت تھے۔ ماشاء اللہ پروگرام کی خوب تیاری اور اچھا نظم کیا۔ نواں پروگرام مدرسہ امداد العلوم رحمانپورہ میں منعقد ہوا مہمان خصوصی مولانا اللہ وسایا، پیر رضوان نفیس، قاری عبدالعزیز، مولانا عبدالنعیم نے شرکت کی۔ پروگرام کے میزبان مولانا مفتی محمد عثمان تھے۔ پروگرام میں ادارہ کے متعلقین اور اہل محلہ نے بھرپور شرکت کی۔ دسواں پروگرام ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد امن باغبانپورہ لاہور میں مجلس لاہور کے سرپرست مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ خصوصی خطاب مولانا اللہ وسایا کا ہوا۔ جبکہ قاری علیم الدین شاکر، مولانا عبدالنعیم، مولانا محبوب الحسن طاہر، پیر میاں رضوان نفیس، مولانا عبیدالرحمٰن معاویہ، پیرزبیر جمیل سمیت کثیر تعداد میں علماء اور عوام نے شرکت کی۔ گیارہواں پروگرام جامعۃ الفیصل للبنات ماڈل ٹاؤن میں منعقد ہوا۔ طالبات میں مولانا اللہ وسایا کا عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر مفصل سبق ہوا۔ بارھواں پروگرام جامع مسجد مدنی الحمد کالونی اقبال ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوا۔ خصوصی خطاب مولانا اللہ وسایا، پیر رضوان نفیس، مولانا مکی عزیز الرحمٰن، مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی بنوں، مولانا حافظ محمد اشرف گجر، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عبدالنعیم، قاری علیم الدین شاکر، مفتی عبدالحفیظ، مولانا محمد غازی، مولانا عبدالمنان، حافظ نصیر احمد احرار کے بیانات ہوئے۔ جبکہ کانفرنس کے میزبان مولانا قاری محمد معاویہ مکی، مولانا محمد طیب مدنی تھے۔ کانفرنس میں علماء کرام اور عوام نے شرکت کی۔ تیرہواں پروگرام ملک کی معروف دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ میں ہوا۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے طلباء میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور افادیت پر لیکچر دیا۔ چودھواں پروگرام جامع مسجد کوثر لنڈا بازار میں محفل ذکر حبیب خدا منعقد ہوئی جسمیں خصوصی خطاب مولانا اللہ وسایا، پیر رضوان نفیس، مولانا عبدالنعیم، قاضی مطیع اللہ سعیدی، ملک کے معروف قراء اور نعت خواں حضرات نے شرکت کی۔ کانفرنس کے میزبان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے نائب امیر مولانا سید ضیاء الحسن شاہ تھے۔۔ پندرھواں پروگرام جامع مسجد کی بوہڑ والا چوک علامہ اقبال روڈ لاہور میں کورس منعقد ہوا جسمیں مولانا راشد مدنی، مولانا محمد امجد خاں، مولانا عبدالنعیم و دیگر کئی علماء کرام نے شرکت کی۔ سولھواں پروگرام جامع مسجد مولانا احمد علی لاہوری مسجد میں مولانا مفتی محمد حسن، مولانا میاں محمد اجمل قادری، مولانا عبدالرحمٰن کی صدارت میں شان مصطفیٰ ﷺ کانفرنس منعقد ہوئی، کانفرنس میں ملک کے معروف علماء، خطباء، قراء اور نعت خواں نے شرکت کی، کانفرنس کے شرکاء کو قرعہ اندازی کے ذریعے پانچ عمرہ کے ٹکٹ دیے گئے پروگرام بہت کامیاب رہا۔ پروگرام کے میزبان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے جنرل سیکرٹری مولانا قاری علیم الدین شاکر تھے۔ ان تمام پروگراموں میں خطاب کرتے ہوئے علماء اور مقررین نے کہا کہ اسلام کے بنیادی عقائد ہیں جن کو مانے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ان بنیادی عقائد میں ختم نبوت کا عقیدہ اساسی حیثیت رکھتا ہے، جس پر ہر مسلمان کا ایمان ہونا ضروری ہے۔ منکرین ختم نبوت نے ایک نئے نبی کو مان کر خود اپنے راستے مسلمانوں سے جدا کر لئے ہیں، نئی نبوت پر ایمان لانے کے بعد ان کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق باقی نہیں رہا۔ آئین پاکستان یہ کہتا ہے کہ قادیانیوں کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ان کا مذہب اسلام ہے، اس لئے قادیانیوں کو اسلام کا نام استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے خلاف یہ سازش معمولی نہیں ہے اس سازش کے تمام کرداروں کو سزا نہ ملی تو دشمن مزید سازشیں کریگے۔ حافظ اشرف گجر نے کہا کہ آئین اور دستور یہ کہتا ہے کہ جب تم اپنے عقائد اور نظریات کی بنیاد پر مسلمان نہیں اور اسلام سے تمہارا کوئی تعلق نہیں تو تمہیں اپنے آپ کو مسلمان کہلانے اور اسلام کی وہ اصطلاحات جو مسلمانوں کی خاص پہچان ہیں ان کو استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں۔ ختم نبوت دین کا بنیادی عقیدہ ہے اس عقیدہ پر اسلام کی پوری عمارت قائم ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس عقیدہ کی وجہ سے امت کا امت ہونا محفوظ ہے۔ امت مسلمہ کا ہر فرد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر سکتا ہے۔ قاری علیم الدین شاکر نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے اس پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ قادیانی ہر جگہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں، عقیدہ ختم نبوت کو نہ ماننے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اس لئے ان کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام نے ہمیشہ پارلیمنٹ کے اندر ختم نبوت کی ترجمانی ہے اور آئندہ بھی ہر فورم پر ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرتے رہیں گے۔

مشاہیر کے خطباتِ ختمِ نبوّت

مرتب

صلاح الدّین

بی اے ٹیکسلا

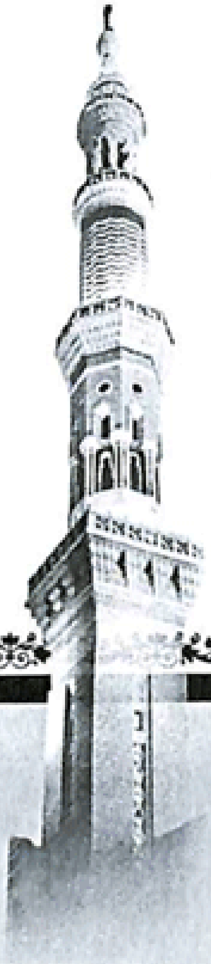

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت

حضوری باغ روڈ، ملتان۔ 061-4783486

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا (الحدیث)

خطباتِ شاہینِ ختمِ نبوت

تحقیق وتخریج

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

مرتب

مولانا محمد بلال

فاضل جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت ملتان